حق کا داعی اور مسلک سلف کا ترجمان
ماہنامہ
الجماعۃ
مارچ ۲۰۱۷ء / جمادی الآخر ۱۴۳۸ھ

مکمل تینوں قسطیں

دینی فتنے

اور جماعت اہلِ حدیث کے بعض افراد

(رقیہ سینٹر اور راقیوں کا فتنہ)

از

فضیلۃ الشیخ محمد مقیم فیضی رحمہ اللہ

صوبائی جمعیت اہلِ حدیث ممبئی

اداریہ

دینی فتنے
اور جماعت اہل حدیث کے بعض افراد

محمد مقیم فیضی

اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ جماعت اہل حدیث جو عقیدہ ومنہج اور اصول دین پیش کرتی ہے اگر اس کے افراد ان چیزوں کو اچھی طرح سمجھ لیں اور ان پر صدق دلی اور کامل علم کے ساتھ عمل پیرا ہوجائیں تو وہی خیر امت، فرقہ ناجیہ اور طائفہ منصورہ ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ علم کی کمی اور دین کے فہم صحیح کے بحران میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے، جس کی وجہ سے جماعت اہل حدیث کے بعض افراد بھی مختلف فتنوں کے لئے نرم چارہ ثابت ہونے لگے ہیں، حالانکہ آج بھی الحمدللہ ایسے سلفی علماء پوری دنیا میں جگہ بہ جگہ موجود ہیں جو ہر نئے پرانے فتنے سے آگاہ ہوتے ہیں اور ان کے متعلق ان کا موقف بالکل واضح اور مدلل ہوتا ہے اور وہ بروقت عوام کی رہنمائی بھی فرماتے ہیں مگر جماعت کے وہ احباب جو فتنوں کا آسانی سے شکار ہوجاتے ہیں ان کے پیچھے یہی مشکل کارفرما ہوتی ہے کہ ان کا رابطہ بابصیرت علماء سے منقطع ہوتا ہے۔

آج ہم انہیں فتنوں میں سے کچھ کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں جو نوجوانوں کو بالخصوص اپنی لپیٹ میں لئے جارہے ہیں:

(۱) ابھی مہاراشٹر کے ایک چھوٹے سے قصبہ نما شہر میں جانے کا اتفاق ہوا جہاں جماعتی سرگرمیوں کی ابتدا چند سالوں پیشتر ہی ہوئی ہے زیادہ سے زیادہ اس پر ایک دہائی گزری ہوگی، الحمدللہ بہت سے نوجوان مسلک اہل حدیث قبول کرچکے ہیں اور نیک جذبے کے ساتھ دعوتی کاموں میں بھی لگے ہوئے ہیں جن کے اچھے اثرات مرتب ہورہے ہیں، انھوں نے ایک اچھی خاصی جگہ مسجد کے لئے بھی خرید لی ہے اور ٹین شیڈ کی بڑی سی مسجد بنا کر اس میں جمعہ جماعت قائم کردیا ہے، آجکل الحمدللہ اس طرح کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑا دینے والے مناظر ہندوستان کے بیشتر شہروں اور بستیوں میں دیکھنے کو مل رہے ہیں، اہلحدیثوں کی نئی نئی بستیاں آباد ہوتی جارہی ہیں، اور دیکھتے دیکھتے جو کونپلیں پھوٹتی ہیں وہ تناور درختوں میں بدل جاتی ہیں اور دھیرے دھیرے خوش مزہ پھل دینے والا پورا باغ تیار ہوجاتا ہے، شروع شروع کا مرحلہ یقینا بڑے صبر وامتحان اور حوصلوں کی آزمائش کا ہوتا ہے مگر ایمان میں جو نکھار آزمائشوں کے بعد آتا ہے اس کا رنگ، بو اور مزہ ہی الگ ہوتا ہے۔ الغرض ہمیں اس شہر میں دوپہر کے کھانے کے لئے ایک نئی کالونی کے دو منزلہ مکان میں لے جایا گیا اور بتایا گیا کہ صاحب خانہ پولیس میں ہیں مگر انتہائی سرگرم دعوتی کارکن ہیں اور ان کی کاوشوں سے متعدد لوگ راہ راست پر آچکے ہیں اور انھوں نے شرک وبدعات سے توبہ کرکے عمل بالکتاب والسنۃ کا مسلک اپنا لیا ہے۔ ہمیں خوش ہونا چاہئے تھا اور ہم ہوئے بھی مگر جب کھانے سے فارغ ہوکر گھر سے باہر نکلے تو انھوں نے اپنے گھر کے سامنے ایک بڑا سا خالی پلاٹ دکھایا اور کہا کہ یہاں ان شاء اللہ جماعت کے فلاں فلاں راقیوں کے لئے رقیہ سنٹر بنانے کا منصوبہ ہے، یہ سنتے ہی

ہمارے کان کھڑے ہوگئے، ہمارے اندر تجسس جاگ اٹھا، اور ذہن میں تشویش کی لہریں اٹھنے لگیں۔ معلوم ہوا کہ قریب میں کسی صوفی کی درگاہ ہے جہاں دور دراز سے، جن، بھوت، اور چڑیل چھڑانے کے لئے آنے والوں کا جمگھٹا لگا رہتا ہے، اور وہاں جو کچھ ہوتا ہے سنسر کی قینچی چلائے بغیر اس کا بیان ممکن نہیں ہے، اسی کے پیش نظر ہمارے کچھ نوجوان رقیہ کی ٹریننگ لے کر آئے اور انھوں نے جب یہ کام شروع کیا تو بہت سے لوگ شرک وخرافات سے بچتے ہوئے ان سے استفادہ کرنے لگے اور یہاں لوگوں کی توجہ بڑھتی جارہی ہے اور اب نوبت با ینجا رسید کہ ہم لوگ رقیہ سنٹر قائم کرنے جارہے ہیں، میرے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ آپ لوگ رقیہ سنٹر کی بجائے دعوت توحید کا سنٹر قائم کریں یہ نئے دور کا ایک فتنہ ہے جس کا شکار آپ لوگ بھی ہورہے ہیں مگر یہاں جو سب سے بڑی منطق کام کرتی ہے وہ یہی ہوتی ہے کہ لوگوں کو فائدہ ہورہا ہے، اور یہ نہیں سمجھتے کہ کسی کام سے فائدہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہوتا ہے کہ وہ مشروع بھی ہے۔

ہم یہ نہیں کہنے جارہے کہ نارتھ دودھ کا دھلا ہے اور وہاں کبھی کوئی فتنہ نہیں کھڑا ہوا مگر اس وقت اہل حدیثوں کے لئے ساؤتھ سے دو بڑے فتنے اٹھے ہیں اور دونوں نے جماعت کو اور اس کے منہج کو زبردست نقصان پہنچایا ہے، ایک تو تامل ناڈو کا وہ ادارہ ہے جسے تحریکی بزرگان دین چلاتے ہیں اور ان کے وضع الیدین علی الصدر اور آمین رفع یدین سے دھوکہ کھاتے ہوئے لوگ انہیں اہل حدیث سمجھتے رہے، ہم تو جب بھی ان سے ملے موقع بے موقع انھوں نے جماعت اہل حدیث اور ان کے علماء کو نشانا بنایا اور ان کے متعلق پست جذبات کا اظہار کیا جس سے سلفیوں کے لئے ان کے دل کا کینہ خوب ظاہر ہوتا رہا، اس ادارے میں اگر کوئی غیر اہل حدیث آیا تو ہمیں نہیں لگتا کہ وہ اہل حدیث ہوا ہوگا یا ان کے عقیدہ ومنہج سے اسے کوئی قربت حاصل ہوئی ہوگی مگر جو اہل حدیث وہاں گیا اس کے عقیدہ ومنہج میں پلپلا پن، اور ہوا کا رخ دیکھ کر چلنے کی خو ضرور پیدا ہوگئی اور انھوں نے دعوت اہل حدیث کو فائدہ پہنچانے کی بجائے الٹا نقصان ہی پہنچایا ہے ٖالا ماشاءاللہ. مستثنیات سے انکار نہیں مگر اکثریت کا حال تو یہی رہا، [ہمیں اس بات سے انکار نہیں کہ اس ادارے نے علم کی خدمت کی ہے، یہاں سے بہت سے علماء وحفاظ فارغ ہوئے ہیں اور یہاں سے ایسی شخصیتیں بھی نکلی ہیں جنھوں نے بین الاقوامی سطح پر نام کمایا ہے، یہ سب باتیں سر آنکھوں پر مگر یہاں ہماری گفتگو اس بات پر مرکوز ہے کہ اس ادارے کی پالیسیوں سے اہل حدیث طلباء کو عقیدہ ومنہج میں خسارے سے دو چار ہونا پڑا ہے] اور نہایت افسوس اس بات کا ہے کہ جنوبی ہند کی پوری جماعت اہل حدیث آج تک کوئی ایسا ادارہ قائم کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکی جو اہل حدیث طلباء کو اس ادارے سے بے نیاز کردے۔

اور دوسرا فتنہ میرے اپنے علم کے مطابق بنگلور کے ایک مولوی کے ذریعہ اٹھا جو اسی ادارے کا پروردہ ہے اور اس نے دیکھتے دیکھتے پورے ساؤتھ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اب اس کا رخ نارتھ کی طرف بھی ہے اور بغیر سرمایہ کاری کے دکان چلانے کے رجحان نے بہت سے نوجوانوں کو بری طرح گمراہ کردیا ہے۔

ہم نے سلفیوں کی پوری تاریخ میں صحابہ کرام سے لیکر شیخ محمد بن عبدالوہاب اور مولانا اسماعیل دہلوی اور میاں نذیر حسین محدث دہلوی تک کسی کو نہیں دیکھا کہ انھوں نے موجودہ دور کی ان تمام مشکلات کے اپنے زمانے میں پائے جانے کے باوجود

کوئی رقیہ سینٹر قائم کیا ہو یا کوئی فلاں الراقی کے نام سے مشہور ہوا ہو اور اس نے دم جھاڑے کو اپنا تخصص یا پیشہ بنایا ہو۔ انھوں نے ان تمام مشکلات کا علاج دعوت توحید اور اتباع کتاب وسنت سے کیا اور الحمدللہ اس کا جو فائدہ ملت کو ہوا وہ عیاں راچہ بیاں کے مصداق ہے۔ یہ علامہ ربیع بن ھادی مدخلی حفظہ اللہ ہیں جو جھاڑ پھونک کی راہ پکڑنے والے سلفیوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''آپ لوگوں میں بھی دم اور جھاڑ پھونک کرنے والے (رقاۃ) ہیں؟ واللہ!

میں سلفیوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اس دروازے میں داخل نہ ہوں، نہ اس کام کے لئے اپنا تقرر کریں۔

البانی، ابن باز، ابن عثیمین؛ کیا ان سب لوگوں نے خود کو ان چیزوں کے لئے مخصوص کیا تھا؟ سلف: صحابہ، تابعین، ائمہ ھدی: احمد، مالک، شافعی؟ کیا ان لوگوں نے اسی طرح خود کو متعین ومخصوص کررکھا تھا؟! آپ آخر کہاں جارہے ہیں؟ ہم کہتے ہیں: سلف سلف، ہم سلفی ہیں، اس کے بعد یہ چیزیں ایجاد کریں! رقیہ (جھاڑ پھونک) جائز ہے مگر ان طریقوں پر نہیں۔ ۔اللہ تعالیٰ آپ کو برکتوں سے نوازے۔ سچے اہل اتباع بنیے، ان چیزوں کو چھوڑ دیجئے جو دعوت کی شبیہ کو داغدار کرتی ہیں اور اس کے حاملین کے ناموں پر بٹہ لگاتی ہیں۔ ۔اللہ تعالیٰ آپ کو برکتوں سے نوازے۔۔

جب کوئی آپ سے رقیہ کا طالب ہو، آپ رقیہ کردیں، یا وہ کہیں اور چلا جائے بس بات ختم، شفا اللہ کے ہاتھ ہے؛ اللہ عزوجل اسے شفا دے گا اور وہ خود اخلاص کا مظاہرہ کرے اپنے لئے خود ہی وہ دعائیں پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے راستہ نکال دے گا: (وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ) (الطلاق:۲-۳)

سوال: ۔شیخ صاحب۔ہمیں ڈر ہے کہ عوام جادوگروں اور شعبدہ بازوں کے پاس چلے جائیں گے؟

جواب: جانے دیجئے جائیں اور واپس نہ آئیں، آپ کو کس نے مکلف کیا ہے؟ آپ خود کو بگاڑ لیں اپنی زندگی اور دین تباہ کرلیں؛ صرف اس وجہ سے کہ لوگ جادوگروں کے پاس چلے جائیں گے! آپ رقیہ کریں گے؟ رقیہ کے لئے اپنا تقرر کرلیں گے؟

سائل: نہیں۔شیخ۔وہ خود ہمارے پاس آتے ہیں۔

شیخ: چھوڑو چھوڑو! وہ اس لئے آپ کے پاس آتے ہیں کہ آپ نے رقیہ کے لئے اپنا تقرر کرلیا ہے؛ آپ اس چیز کو ترک کردیجئے ۔اللہ آپ کو برکتوں سے نوازے۔لوگوں کو اللہ عزوجل کے لئے چھوڑ دیجئے۔

تکلف سے باز آئیں: (وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ) (ص:۸۶) میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

مدینہ کے پہلے راقی کی بھی یہی دلیل تھی۔ وہ ہمارا رفیق تھا، بہت عمدہ سلفی تھا، مسجد نبوی میں درس دیتا تھا، واللہ! وہ شخص مدینہ کے بہت سے صوفی نوجوانوں پر اثر انداز ہوا تھا، دوسروں پر بھی اس نے بہت اچھا اثر قائم کیا تھا، پھر اس کے پاس شیطان آ گیا! واللہ! اس میدان میں آنے سے پہلے اس نے مجھ سے مشورہ کیا تھا۔ کیونکہ وہ میرا دوست اور میرا رفیق تھا۔ اس نے مجھ سے مشورہ کیا تھا اور کہنے لگا: اے شیخ ربیع! میں نے فلاں کو رقیہ سکھایا، اب وہ رقیہ کرتا ہے اور پیسے لیتا ہے، کبھی کبھی تو ایک ایک رقیہ کا ۱۴/ ہزار (ریال) لیتا ہے!! میں نے اس سے کہا: دیکھو اس

راستے پر مت جاؤ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ اس نے جواب دیا: واللہ! مجھے لوگوں کے متعلق شعبدہ بازوں اور جادوگروں کا خوف ہے، میں نے کہا: واللہ! تم اس کے ذمہ دار نہیں ہو، میں نے اس سے پوچھا: کیا تمہیں جادوگروں اور شعبدہ بازوں پر قدرت نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا: ہے، میں نے اس سے کہا: تم بھی وہی کرو جو اللہ عزوجل کی طرف دعوت دینے والے دعاۃ نے کیا ہے؛ جب شیخ قرعاوی ہمارے پاس اس خطے میں آئے تو بہت سے لوگ صاحب فراش مریض تھے بستر سے اٹھ نہیں سکتے تھے، اس کی وجہ کیا تھی؟ جنات، زار (خبیث روحوں کا چکر)، اور یہ اور وہ، جب وہ راتوں کو نکلتے تو انہیں درختوں پر اور راہوں میں اور ایسے اور ویسے جنات ملا کرتے تھے۔ شیطان ان پر مسلط رہتے تھے۔ وہ جاہل لوگ تھے ان کے پاس توحید نہیں تھی۔ پھر وہ تشریف لائے اور انھوں نے توحید کی نشر و اشاعت شروع کی، نہ کوئی رقیہ اور دم جھاڑا کیا نہ کچھ اور۔ اللہ آپ کو برکتوں سے نوازے۔ یہ سب چیزیں ختم ہوگئیں ہاں جب توحید اور علم کی نشر و اشاعت ہوئی تو سب کچھ جاتا رہا، جب توحید اور علم کی نشر و اشاعت ہوتی ہے تو یہ چیزیں خود بخود رخصت اور زائل ہوجاتی ہیں، اور جب جب جہالت بڑھتی ہے جادوگروں، کاہنوں اور شیطانوں کی کثرت ہوجاتی ہے والخ۔ اس کام میں جادوگروں، کاہنوں اور شیطانوں کے درمیان تعاون ہوتا ہے۔ میں نے اسے نصیحت کی کہ دیکھو بھائی تم بھی وہی کرو جو دعوت توحید کا کام کرنے والے اور شرک وخرافات کے خلاف محاذ قائم کرنے والے مصلحین نے کیا ہے، شیاطین خود بخود رفو چکر ہوجائیں گے، لوگوں کو شیطانوں اور جادوگروں وغیرہ سے بچنے کے لئے رقیہ کی کوئی حاجت ہی نہیں رہے گی، مگر وہ نہیں مانا اور اس نے رقیہ کا کام شروع کردیا۔ اللہ آپ کو برکتوں سے نوازے۔! اس کے بعد جناب کے کمپٹیشن اور مقابلے میں کئی لوگ کھڑے ہوگئے: ایک ریاض میں ہے، دوسرا تبوک میں، تیسرا جدہ میں۔ تب اس نے اخبار میں لکھا کہ شیطان انسان کے اندر داخل ہی نہیں ہوتا ہے!!

اور جب وہ رقیہ کرتا تھا تو انسان کو بری مار مارتا تھا، اس سے کہتا تھا: نکل۔ اے اللہ کے دشمن۔ نکل! یعنی اس بات کا معترف تھا کہ شیطان انسان کے اندر داخل ہوتا ہے!! پھر جب اس کے پیشہ ورانہ رقیبوں کی کثرت ہوگئی تو اس نے کہا: شیطان انسان کے اندر داخل ہی نہیں ہوتا!! فنکاریاں اور حیلے ہیں۔ اللہ آپ کو برکتوں سے نوازے۔

رسول کی اتباع: آپ بھی وہی کریں جو انھوں نے کیا ہے، تکلف نہ کریں، اللہ عزوجل کے ساتھ اخلاص رکھیں، اللہ عزوجل سے دعا کریں، اللہ عزوجل آپ کو نفع دے گا۔ بہتر طریقہ محمد ۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ کا طریقہ ہے، رقیہ کے سلسلے میں بھی ان کا طریقہ موجود ہے، توسع نہ اختیار کیجئے، عقیدہ، علم، عمل ہر چیز میں آنحضرت ۔علیہ الصلاۃ والسلام۔ کا طریقہ ہی اپنائیے، یہاں تک کہ رقیہ میں بھی انہیں کی راہ چلئے، ایسی کسی چیز کا تکلف نہ کیجئے جو رسول ۔علیہ الصلاۃ والسلام۔ نے نہ کی ہو'۔ اسی مقالے میں جو رقیہ اور رقاۃ کے متعلق سوال وجواب کا مجموعہ ہے ایک جگہ فرماتے ہیں: ''رہے وہ لوگ جو رقیہ ہی کے لئے خاص ہو رہتے ہیں اور اسی میدان میں خود کو مشہور کرتے ہیں، بلکہ بعض لوگ تو اخباروں میں بھی اپنا اشتہار دیتے ہیں! کچھ لوگ سینٹر کھول کر بیٹھ رہتے ہیں! یہ سب فریبی اور چالباز لوگ ہیں! واللہ جو رقیہ کے لئے اپنا تقرر کرلیتا ہے وہ متہم ہے، وہ اپنے دین میں متہم ہے، آخر

کس چیز نے اسے اس بات پر آمادہ کیا ہے؟! میرے بھائی! آپ بھی جملہ مسلمانوں میں سے ایک فرد ہیں، کون سی خصوصیت آپ کے اندر آ گئی ہے؟ اس امت میں بہت سے لوگ آپ سے زیادہ متقی، آپ سے افضل اور آپ سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں... والخ۔ آپ کو یہ خصوصیت کیسے حاصل ہوگئی؟!! پھر آپ رقیہ شرعی پر اکتفا بھی نہیں کرتے بلکہ نئی نئی چیزوں کی ایجاد میں لگ جاتے ہیں!! اللہ تعالیٰ سب کو (نیک) توفیق دے۔

شیخ سے ایک سائل نے پوچھا: ہمارے پاس ایک راقی (جھاڑ پھونک کرنے والا) ہے جو آسیب زدہ خاتون سے کہتا ہے کہ وہ اپنی آگے پیچھے کی شرمگاہ اور چھاتیوں کی گھنڈیوں اور ہونٹوں پر مشک رکھ لے۔ اس کا کہنا ہے کہ اس طرح کرنے پر جو جن اس پر سوار ہے اس کے ساتھ جماع نہیں کر سکے گا اور کہتا ہے کہ یہ خود اس کا مجرب طریقہ ہے جو تجربے سے ثابت شدہ ہے، کیا اس کا یہ کرنا درست ہے؟ آپ ہمیں مستفید فرمائیں۔ اللہ آپ کو برکتوں سے نوازے۔

جواب: ...جادو ایک حقیقت ہے مگر اذن الٰہی کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے، اور ساری ہی چیزیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہ واقع ہوتی ہیں نہ نقصان پہنچاتی ہیں۔ اور ان کا ۔یعنی جادو، نظر اور زہریلی چیزوں کے ڈنک کا۔ سب سے موثر علاج قرآن وسنت سے رقیہ شرعیہ کرنا ہے؛ بشرطیکہ صدق واخلاص متوفر ہو؛ کیونکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کے پاس اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بھروسہ ہی نہیں ہوتا ہے، ممکن ہے اس کے یہاں ۔معاذ اللہ۔ کچھ بدظنی اور بدگمانی بھی پائی جاتی ہو، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ راقی (جھاڑ پھونک کرنے والا) خود ہی دجال کذاب ہو، قرآن کو استعمال ہی میں نہ لاتا ہو، بلکہ دوسرے حیلوں کا سہارا لیتا ہو!

بہت سے لوگ رقیہ کے کام پر لگے ہوئے ہیں، اس کے لئے خود کو خاص کرلیا ہے، اپنا اعلان دیتے رہتے ہیں اور ان کے متعلق اس بات کی نشر واشاعت ہوتی رہتی ہے کہ ماشاء اللہ! جناب راقی ہیں!!

بہت سے لوگوں نے خود کو رقیہ (جھاڑ پھونک) اسپیشلسٹ بنا لیا ہے، وہ لوگ خود کو اس کام کے لئے مخصوص ومتعین کر کے اپنے متعلق اعلان کرتے ہیں اور ان کے متعلق شہرت دی جاتی ہے کہ صاحب ماشاء اللہ راقی ہیں!! یہ شعبدہ بازی، دجل وفریب اور عیاری کے کاموں میں سے ہے، اور لوگوں کا مال باطل کے ساتھ کھانے کے زمرے میں آتا ہے، ایسے افراد لوگوں کے لئے کچھ مفید نہیں ہوتے، ان کا اعتماد زیادہ تر حیلوں پر ہوتا ہے، یہ کھوکھلا اسلوب ہے!!

ذرا دیکھو تو سہی یہ کہتا ہے کہ اس کے پاس ایک عورت آتی ہے، دوسری آتی ہے، تیسری آتی ہے! اور وہ ایسے خسیس انداز میں اسے مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے: اپنی آگے کی شرمگاہ پر رکھ لو.. پیچھے کی شرمگاہ پر رکھ لو!! بدخلق کہیں کا! یہ برباد شخص ہے! میں اس شخص کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرے اور رقیہ بازی چھوڑ دے۔

کوئی بھی مسلم مخلص ہو صادق ہو نیکی اور تقوی سے موصوف ہو رقیہ کر دے، مگر خود کو رقیہ اسپیشلسٹ نہ بنائے، لوگوں میں یہ اعلان نہ کرے کہ وہ راقی (دم جھاڑا کرنے والا) ہے اور اس کے پاس دور اور نزدیک سے آنے والے مردوں عورتوں کا جمگھٹا لگا رہے، یہ ہرگز مشروع نہیں ہے رسول نے اس طرح اپنا تقرر نہیں کیا تھا وہ اپنا بھی رقیہ کرتے تھے اور ضرورت پڑنے پر دوسروں کا بھی، مگر آدمی خود کو اس کام کے لئے مخصوص کرلے اور

-منصب افتا کی طرح-منصب رقیہ پر فائز ہوجائے تو یہ سراسر غلط ہے، بالخصوص جبکہ وہ اس طرح کے اسلوبوں کا سہارا لیتا ہو جن سے سوءِ قصد وارادہ اور حماقت کا پتہ چلتا ہے۔

اے بھائی! علاج کرو مگر تکلف نہ کرو (وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ)(ص:٨٦) میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔ رسول نے آپ کو قرآن سے رقیہ بتایا ہے، سنت سے رقیہ بتایا ہے، سب معاملے اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہیں، بس آپ مشروع سبب کو کام میں لائیں، حیلوں اور قبیح تجربوں اور کھوکھلی باتوں کا سہارا نہ لیں۔

رسول کی سچی اتباع یہی ہے کہ تم بھی ویسا ہی کرو جیسا رسول نے کیا ہے اور جس طور کیا ہے، اس میں کچھ تبدیلی نہ کرو، نہ کیفیت میں، نہ صفت میں نہ اور کسی چیز میں، ویسا ہی کرو جیسا انھوں نے کیا ہے، نماز پڑھو رسول کی نماز کی طرح، حج کرو رسول کے حج کی طرح، اور جیسا کہ تم ہر چیز میں ان کی پیروی کرتے ہو، اور انہیں کے عمل جیسا عمل کرتے ہو۔ جہاں تک اس باب میں -یعنی رقیہ کے باب میں- ایجادات اور اس طرح کے کام کرنے کا معاملہ ہے تو اس میں کوئی لزوم نہیں ہے۔ جب قرآن سے آپ کے رقیہ نے فائدہ نہ دیا، آپ نے قرآن سے رقیہ کیا نفع نہیں ہوا، سنت سے رقیہ کیا فائدہ نہیں ہوا؛ ہوسکتا ہے جس کا رقیہ کیا جارہا ہے اس میں کچھ خلل ہو، یا کوئی ایسی بات ہو جو اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور ارادے کے تحت آتی ہو، پھر آپ کو دوسرے وسائل کی طرف جانے کی کیا ضرورت ہے، کیوں آپ دوسری چیزیں ایجاد کررہے ہیں؟! کس نے آپ کو مکلف کیا؟ آخر مال کی محبت شہرت کی چاہت اور کھوکھلی باتوں کے سوا اس کے پیچھے اور کونسا جذبہ کارفرما ہے؟! میں کسی کو جھاڑ پھونک نہیں کرتا ہوں اور انہیں لوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے رقیہ کو ناپسند کرنے لگا ہوں جنھوں نے لوگوں کا مال کھانے کے لئے خود کو رقیہ اسپیشلسٹ بنا رکھا ہے اور اس طرح کے اسلوبوں اور حیلوں کا سہارا لیتے ہیں!!

اگر یہ شخص سلفی ہے تو میں اسے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اللہ عزوجل سے ڈرے اور شہرت طلبی سے کنارہ کش ہوجائے اور رقیہ کے لئے خود کو متعین ومخصوص نہ کرے، اس طریقے سے منہ موڑ لے۔ آپ مسلمانوں میں سے ایک فرد ہیں، کسی انسان کو آپ کی ضرورت ہوتی ہے تو شرعی طریقے سے اس کا رقیہ کردیجئے، بس اتنا کافی ہے، اس کے بعد دوسروں کو موقع دیجئے، رقیہ کے ذخیرہ اندوز نہ بنیں، -اللہ آپ کو برکتوں سے نوازے- یہ ذخیرہ اندوزی بدنیتی کی دلیل ہے۔ معاشرے میں آپ سے افضل لوگ موجود ہیں، اور ان کی دعائیں آپ کی دعاؤں سے زیادہ قبول ہوتی ہیں؛ پھر آپ اس منصب پر کنڈلی مار کر کیوں بیٹھ رہیں اور اس طرح کے وسائل کا سہارا لیں؟! میں ان صاحب کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈریں، سبیل المؤمنین کی پیروی کریں اور رسول علیہ الصلاۃ والسلام کی سنتوں کی اتباع کریں، خود کو رقیہ کے منصب پر فائز نہ کریں، ان چیزوں کا تکلف نہ کریں اور دوسروں کو بھی موقع فراہم کریں، جس مسلمان کے اندر خیر ہو تقویٰ ہو اس کی دعا کی قبولیت متوقع ہے، جب وہ قرآن پڑھے، دعا کرے تو اسے قبولیت حاصل ہوسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو قبول کرے گا، اور اس کے سبب سے -اس کے اخلاص وصدق کے سبب سے- اور اس مریض کی شفا کے لئے اس کے اختیار کردہ شرعی وسیلہ کے سبب سے اللہ تعالیٰ شفا دے دے گا۔

وفق الله الجميع لما يحب ويرضى وصلى الله على نبينا محمد وعلى آله وسلم.

(اسئلة مهمة حول الرقية والرقاة)

مجددعصر محدث دوراں فقیہ زمانہ علامہ ناصرالدین البانی رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال: ہمارے یہاں ایک رواج یہ ہو چلا ہے کہ انسانوں کے اندر سے جنوں کو نکالا جاتا ہے، اور جو برادران انسانوں کے اندر سے جنوں کو نکالتے ہیں ان کا کہنا یہ ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا دعوتی کام ہے، یہ چلن ہمارے یمن میں کافی عام ہوتا جارہا ہے، اس صورت حال پر آپ کا تبصرہ کیا ہے؟

جواب: یہ چیز یہاں بھی ہے اور ہر جگہ ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس زمانے میں اسلامی ممالک کی ایک نئی بلا ہے جس سے مسلمان آزمائش میں پڑ گئے ہیں۔اس ضمن میں اصل اللہ تعالیٰ کا جنوں کے متعلق یہ ارشاد گرامی ہے کہ: (وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا)(الجن:٦) بات یہ ہے کہ چند انسان کچھ جنوں سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔

(یعنی جب جنات نے یہ دیکھا کہ انسان ہم سے ڈرتے ہیں اور ہماری پناہ طلب کرتے ہیں تو ان کی سرکشی اور تکبر میں اضافہ ہوگیا۔)

جنات سے اس طریقے پر رابطہ کرنا جس میں سے تھوڑا بہت تم نے بیان کیا ہے شرعی طور پر جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ کہانت ہے، اس سلسلے میں رسول علیہ السلام سے کل بات جو ثابت ہے وہ محض یہی ہے کہ انھوں نے جنات زدہ پر بعض قرآنی آیات کی تلاوت کی تھی۔مگر ان کے دعوے کے مطابق جادو کا پتہ چلانے، اس کی جگہ معلوم کرنے اور جادو کرنے والے کا پتہ چلانے کے لئے جنوں کو مخاطب کرنا، ان سے کچھ پوچھنا، ان سے استعانت کرنا (یعنی کسی بھی طرح کی مدد لینا)..إلی آخرہ، یہ سب کہانت میں داخل ہے جو ناجائز ہے، اور اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے بہت سی صحیح احادیث میں فرمایا ہے کہ: ''من أتى كاهنا فصدقه بما يقول فقد كفر بما أنزل على محمد'' جو شخص کسی کاہن کے پاس گیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس نے محمد (ﷺ) پر نازل کردہ باتوں کا انکار کیا'' چنانچہ یہ انسانی قرین جو جنات سے کوئی بات پوچھتا ہے اور اس کے جواب کی تصدیق کرتا ہے تو وہ اس وعید میں داخل ہوجاتا ہے، اسی طرح سے جو شخص اس کے پاس جاتا ہے اور اس سے مدد لیتا ہے تو وہ بھی اس وعید میں شامل ہوجاتا ہے۔مطلق طور پر یہ پیشہ اختیار کرنا درست نہیں ہے، بس بہت بہت تنگ دائرے میں اس کی اجازت ہے، اور وہ یہ ہے کہ آسیب زدہ پر قرآن کی کچھ آیتیں پڑھ دی جائیں، ممکن ہے اس پر سوار ہونے والا جن نکل جائے، مگر سین وجیم..اور آخری تفصیلات تک جو کچھ ہوتا ہے، وہ اسلام میں جائز نہیں ہے۔اور یہی آپ کا آخری سوال ہونا چاہئے۔ (الهدى والنور (٣١.٢،١٠٠/٥٩٠ -موسوعة الالباني في العقيدة:٣/١٠٥٢)

اس سلسلے میں علماء کے فتاوے اور ان کے تجربات بے شمار ہیں اور شیطانوں کا انسانوں سے کھیلنا بالخصوص جب وہ جاہل ہوں مشہور ومعروف ہے جبکہ بسا اوقات علمائے کرام بھی اس مسئلے میں غچہ کھا جاتے ہیں۔حیدرآباد کے ایک رقیہ باز نے جسے علم کی ہوا بھی نہیں لگی مگر آج وہ اس میدان میں پیران پیر بنا ہوا ہے مجھ سے ایک دفعہ بیان کیا کہ اس نے ایک ایسی عورت کا علاج کیا جس کے پاس ناگ سانپ آتا تھا اور لوگوں کے درمیان سے گزرتا ہوا اس کے پاس جاتا

اوراس کی چھاتی میں منہ لگا کر دودھ پیتا تھااوراس طرح کی بہت سی دیومالائی داستانیں اس کے پاس تھیں، شیطانوں کی قوت سے مرعوب ہوجانے اوران کی حیثیت سے زیادہ انہیں اہمیت دینے کی وجہ سے وہ کھیل کھیلتے ہیں اور انسان اگر اللہ سے دور ہواور اس پر توکل نہ رکھتا ہوتو پھر بہت سے تماشے ہوتے ہیں، اللہ کرے میری کتاب جوامام مہدی کے موضوع پر ہے جلد پایۂ تکمیل کوپہنچ جائے اورلوگوں کے ہاتھوں میں چلی جائے اس میں انسانوں کے ساتھ شیطانوں کے تلاعب اور بے شمارلوگوں کے گمراہ ہونے کے بہت سارے واقعات پیش کئے گئے ہیں جوقابل عبرت ہیں۔آج کے بعض اہل علم بھی ان جاہل رقیہ بازوں سے متاثر ہوکر انہیں تزکیہ عنایت فرماتے ہیں، ایک صاحب جوبڑے محقق رہ چکے ہیں اور جو ہمارے نزدیک بڑے محترم اورقابل قدربھی ہیں انھوں نے اپنے قریبی ایک راقی کواپنے گاؤں کا سفر کرایا تو جھاڑ پھونک کے لئے اعلان عام کرادیا، خود انہیں کے بیان کے مطابق ایسا لگا کہ پورا گاؤں اور پورا علاقہ آسیب زدہ ہوگیا ہے اوراس راقی کےعمل سے حیرت انگیزصورت حال پیش آتی رہی۔اسی طرح ممبئی میں ایک دعوہ سنٹر کے ذمہ دار نے ایک راقی سے تعلقات بڑھانا شروع کئے اور اپنے سنٹر کی طرف متوجہ کرنے کے لئے یاان کے بیان کے مطابق دعوتی مقاصد کے تحت رقیہ کا کیمپ لگانے کا ارادہ کیا تو ہم نے اور مولانا عبدالسلام صاحب سلفی نے بھی انہیں نصیحت کی کہ یہ کام نہ کریں کیونکہ سلف میں کسی نے ایسا نہیں کیا ہے اور اگر مقصد نیک ہوتو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ہر وسیلے کووجہ جواز فراہم ہوجائے، مگر وہ نہیں مانے مگر جب انہوں نے فتنوں کا براہ راست تجربہ کرلیا اورخود ایک قسم کی بلا بن کر وہ شخص ان کے گلے کا پھندا ہوگیا تو بڑی مشکل سے اس سے جان چھڑائی اور خود بخود اس عمل سے باز آگئے اور بعد میں اس بات کا اقرار کیا کہ واقعی اس کام میں بہت فتنہ ہے اور دعوت کے لئے یہ راستہ انتہائی غیر مناسب ہے۔ہاں اس چلن سے اور فتنے تو ایک طرف رہے سب سے بڑی ضرب عقیدہ وفکر پر پڑتی ہے اور پورا معاشرہ توہم پرستی کا شکار ہوجاتا ہے، کوکن میں ایک رقیہ سنٹر کھلا ہے، ایک صاحب بیان کرنے لگے کہ وہاں کے کچھ لوگوں کا حال یہ ہے کہ بعض دفعہ جب دوتین دن سے زیادہ ان میں سے کسی کوسردی بخار یا کوئی معمولی پریشانی رہتی ہے تو فوراً آسیب کے توہم سے رقیہ سنٹر کا رخ کرتے ہیں۔جبکہ حدیث میں جن ستر ہزارلوگوں کے بے حساب جنت میں جانے کا ذکر ہے ان کے وصف میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ رقیہ نہیں کراتے ہیں۔پھر اس میں رقیہ کرنے والوں کے لئے دوسرے بھی بہت فتنے بھی ہیں۔خود انہیں رقیہ بازوں کی زبانی ہم نے اپنے رقیبوں اور ہم پیشہ حریفوں کے متعلق (جوغیر جماعتی بھی نہیں ہیں) مال اورجنس کے بڑے تماشے اور بڑی کہانیاں سنی ہیں جبکہ ان میں سے ہر ایک معصومیت اور بےلوثی کا اشتہار لئے سامنے آتا ہے اور چرب زبانی توان کا خاص وصف ہوتا ہے اس لئے ممکن ہے ان کے سامنے آپ کی سب دلیلیں دھری کی دھری رہ جائیں۔ہم پھر یہی کہیں گے کہ ہمارے دعاۃ خود بھی عقیدہ ومنہج کو گہرائی کے ساتھ سمجھنے کی کوشش کریں اور دعوت توحید اوراتباع کتاب وسنت کواپنا سب سے ترجیحی کام بنالیں ان شاء اللہ خود ان کے بھی اور معاشرے کے بھی سارے مسائل حل ہوجائیں گے اور بگڑی بنانے کے لئے کسی غیر شرعی اورمکروہ وسیلے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔

چونکہ اداریہ کے لئے مقررہ صفحات کی حد ختم ہوچکی اس لئے ان شاءاللہ باقی فتنوں کا تذکرہ اگلی فرصتوں پر اٹھار کھتے ہیں۔

❖ ❖ ❖

[۲]

اداریہ

دینی فتنے
اور جماعت اہل حدیث کے بعض افراد

محمد مقیم فیضی

اس دنیا میں انسان مختلف قسم کی آزمائشوں سے دوچار ہوتا ہے اور بہت سے فتنوں سے اس کا سامنا ہوتا ہے مگر الحمدللہ قرآن وسنت میں وہ تعلیمات موجود ہیں جو ہر طرح کے فتنوں سے نجات کا راستہ دکھادیتی ہیں، ہم نے سوچا تھا کہ ہماری جماعت کے بعض افراد کو جن فتنوں کا سامنا ہے ان کا جائزہ لیا جائے اور اپنی صلاحیت کے مطابق اہل علم سے استفادہ کرتے ہوئے ان کے متعلق شرعی نقطۂ نظر پیش کیا جائے تاکہ جولوگ کسی ایسی حالت کا شکار ہوں وہ اس سے باہر آجائیں۔ اور ہم نے ابھی اپنی پہلی ہی بات رکھی تھی جو ابھی مکمل بھی نہیں ہوئی کہ اسی نے دامن تھام کر ہمیں آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اور اس سے اندازہ ہوا کہ بعض فتنے معاشرے میں کتنی گہرائی تک اپنی جڑیں راسخ کرچکے ہیں، معاملہ ہے رقیہ (جھاڑ پھونک) کو پیشہ بنانے کا اور رقیہ سینٹر یا رقیہ کلینک کھولنے کا۔ اس سلسلے میں کچھ علماء کی تحریریں یا ان کی طبع شدہ تقریروں کے اقتباسات پیش کئے تھے جن میں وہ لوگ ان کاموں سے روکتے ہیں اور اس کی شرعی وجوہات بھی بیان فرماتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم نے کچھ تقریریں بھی کی تھیں۔ یہ خیال بہر کیف ذہن میں تھا کہ کچھ لوگوں کی طرف سے مخالف آرا سامنے آئیں گی اور علمی اعتبار سے ان کے لئے اپنا سینہ بھی الحمدللہ کشادہ تھا اور ان کا استقبال کرنے کے لئے ہم پوری طرح تیار تھے مگر ایسا شدید ردعمل سامنے آئے گا کہ متعدد راقی حضرات تمام اخلاقی ضابطوں اور قدروں کو پامال کرتے ہوئے اپنے دل کی بھڑاس نکالیں گے اور اسے ذاتی انتقام کا مسئلہ بنالیں گے اس کا اندیشہ کم ہی تھا، مگر اس صورت حال سے خوب اندازہ ہوا کہ اس وقت جماعتی نظام کتنا کمزور ہوچکا ہے اور معاشرے پر علم اور علماء کی گرفت کتنی ڈھیلی ہوچکی ہے کہ ہر جبہ پوش اور عمامہ برادر اپنی چرب زبانی، شعبدہ بازی، پبلک ڈیلنگ اور کاؤنسلنگ کی صلاحیتوں کی وجہ سے فضیلۃ الشیخ اور علوم شرعیہ کا نام نہاد اتھارٹی بنا پھرتا ہے اور لوگوں میں اسے پذیرائی بھی خوب ملتی ہے، نہ کسی کی زبان قابو میں ہے نہ قلم پر روک ہے، اور فتنوں کا پلیٹ فارم شوشل میڈیا سب کے لئے بازار عکاز بنا ہوا ہے۔ ہم نے دیکھا کہ جنھیں معمولی علمی اصطلاحات بھی سمجھ میں نہیں آتی ہیں جو عربی زبان سے قطعی نابلد ہیں، جنھیں دلالتوں کی اقسام معلوم ہیں نہ وہ ان کی حقیقتوں سے آگاہ ہیں جن کے جملے جملے سے علمی افلاس کی ترجمانی ہوتی ہے وہ بھی نہایت ڈھٹائی کے ساتھ فتوے داغ رہے ہیں اور مرشد اعظم بنے لوگوں کی معکوس رہنمائی کرتے پھر رہے ہیں، قرآن وسنت کا نام لے لے کر قرآن وسنت کے اصولوں کو پامال کررہے ہیں، درست رہنمائی کا مذاق اڑا رہے ہیں، عقیدۂ صحیحہ کی اہمیت کو چٹکیوں میں اڑادے رہے ہیں کہتے ہیں سب مسئلہ بھلا توحید ہی سے حل ہوگا؟ خود سے آدمی اپنا علاج کیسے کرسکتا ہے؟ ان کا مطلب یہی نظر آتا ہے کہ ایسی کسی کوشش کی ضرورت نہیں ہے بس جس آدمی کو کوئی وہم دامنگیر ہو وہ فوراً ان پیشہ ور رقیہ کرنے والوں

اورشعبدہ بازوں کے پاس بھاگ کر جائے اور انہیں اس کے عقل، دین، آبرو جس سے چاہیں اس سے کھیلنے کی آزادی رہے۔

ان کے پاس طرح طرح کی کہانیاں تیار ہیں میں نے فلاں لڑکی کا یوں رقیہ کیا، میں نے فلاں لڑکی کا ایسا علاج کیا، ایک لڑکی اس طرح بھاگتی تھی بال نوچتی تھی میں اس کا مسیحا بن کر آیا۔ اللہ جانے ان سب کی زبانوں پر لڑکیوں ہی کا تذکرہ کیوں آرہا ہے؟! کیا یہ بھی سوچنے کی بات نہیں ہے؟ اور یہ کبھی یہ نہیں بتاتے کہ ان کے پاس کتنے لوگ ایسے بھی آئے جنھیں کچھ بھی افاقہ نہیں ہوا۔ اور وہ جیسے آئے تھے ویسے ہی لوٹ گئے!

باتیں بہت سی ہیں جو خود ان تحریروں کے ذریعہ ان شاء اللہ آپ تک پہنچیں گی جو آگے پیش کی جانے والی ہیں اور اس سلسلے میں ان شاء اللہ ہم اکابر علمائے امت کے فتاوے اور ان کی توجیہات وارشادات آپ کی خدمت میں پیش کریں گے جن سے ان شاء اللہ اس موضوع کے تمام پہلو آپ پر روشن ہو جائیں گے۔ ان میں کچھ لوگوں کو اس بات پر بھی اعتراض ہے کہ ہم علماء کے فتاوے کیوں پیش کر رہے ہیں، قرآن وسنت پیش کریں تو عرض ہے کہ کیا قرآن وسنت کی شرح وترجمانی کے لئے علماء کی بجائے جبرئیل امین ان کے پاس آنے والے ہیں یا پھر وہ یہ چاہتے ہیں کہ قرآن وسنت کی جو جاہلانہ تشریحات وہ پیش کر رہے ہیں انہیں من وعن قبول کر لیا جائے۔ یہ بھی ناانصافی ہوگی اگر اس بات کا اعتراف نہ کیا جائے کہ ان میں سے ایک صاحب نے رقیہ کے متعلق اپنی مخالف رائے پیش کی مگر اہل علم کے شایان شان تمام آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے انھوں نے گفتگو فرمائی اگر چہ ہم ان کی گفتگو سے متفق نہیں تاہم اس بے راہ رو ماحول میں علمی اصولوں کی پاسداری کے لئے ہم ان کے شکر گزار ہیں اور ان کے اور اپنے لئے دعا گو ہیں کہ **وفقنا اللہ وایاکم لما فیہ رضاہ وجعلنا قوامین للہ شھداء بالقسط۔**

فضیلۃ الشیخ عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ سے سوال ہوا:

''اس وقت کچھ قاری حضرات بیماری کے رقیہ (جھاڑ پھونک) کے لئے خاص ہو کر رہ جاتے (اسپیشلسٹ بن جاتے) ہیں، اس کام کے لئے وہ کلینک کھول لیتے ہیں، یا اپنے گھر ہی میں شروع کر دیتے ہیں، اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟

جواب میں فرمایا: ''لوگوں کو نفع پہنچانا اچھا ہے، مگر اس توسع کے ساتھ نہیں، اس اوچھے پن کے ساتھ نہیں جیسا کہ ہو رہا ہے، یہ توسع اچھا نہیں ہے، یہاں تک کہ بعض لوگ اپنے پاس علاج کرانے والوں کی کثرت کی وجہ سے متعدد اشخاص پر (ایک ہی بار میں) پڑھتے ہیں اس کی کوئی وجہ نہیں ہے، اور یہ حضرات لوگوں کو پھونکا ہوا پانی بیچیں یہ توسع نامناسب ہے۔ (شرح سنن ابی داود: ۳۹۱/۱۳)

شیخ مقبل بن ھادی الوادعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''... اہل سنت کو چاہیے کہ اپنی طاقت بھر کچھ کریں، پھر ہم نصیحت نہیں کریں گے، اور نصیحت نہیں کریں گے اور نصیحت نہیں کریں گے اس بھائی کو جو رقیہ کرتا ہے کہ وہ اپنا وقت رقیہ ہی میں صرف کر دے، گھنٹہ دو گھنٹہ تین گھنٹہ لوگوں کے لئے مقرر کرلے ورنہ اللہ کی قسم مجھے ڈر ہے کہ شیطان ایک شخص پر سوار ہو کر آئے گا اور اس کا مقصد یہ ہوگا کہ اس راقی (جھاڑ پھونک کرنے والے) کو مشغول کر دے پھر دوسرے شخص پر اس لئے سوار ہو کر آئے کہ وہ لوگ جادوگر یا کاہن کے پاس جائیں اور وہ جادوگر یا کاہن کے ہاتھوں باہر آئے اور اس کا مقصد اس کے متعلق عقیدہ جمانا ہو، میں اس شخص سے یہی کہتا ہوں جو اس میں

مبتلا ہوگیا ہے کہ وہ اپنے وقت کو منظم کرے اور بڑا وقت طلب علم میں لگائے، کیونکہ جن کبھی یہ کہتا ہے کہ وہ نصرانی (کرسچین) ہے، کبھی کہتا ہے کہ وہ مسلم ہے، کبھی کسی بچے کی آواز نکالتا ہے کبھی کسی عورت کی، میں نے کئی لوگوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ طلب علم کو ترک کرکے اس میں مشغول نہ ہوں ہوسکتا ہے کہ یہ طالب علموں کو طلب علم سے دور کردینے کے لئے شیطان کی چالوں میں سے کوئی چال ہو۔(غارة الأشرطة: ۱/۶۴-۶۶)

شیخ محمد علی فرکوس حفظہ اللہ رقیہ کے متعلق ایک سوال کے ضمن میں فرماتے ہیں: ''یہ بات قابل تنبیہ ہے کہ راقی پر یہ لازم ہے کہ وہ حاجت کے وقت قدرت ہونے پر عدل کے ساتھ اپنے بھائیوں کی مدد کرے مگر خود کو رقیہ کے ذریعہ مریضوں کا علاج کرنے کیلئے مخصوص نہ کرلے نہ اس کے لئے فارغ ہوکر بیٹھ جائے اور اسے ذریعۂ معاش بنالینا ایک ایسا پیشہ اور حرفت ہے جو سلف امت کے یہاں معہود نہیں تھا نہ ائمہ ہدی ہی نے ایسا کیا تھا حالانکہ ان میں سے بعض لوگ قبولیت دعا کے لئے معروف تھے اور مقتضی ان کے زمانے میں بھی قائم تھا (یعنی ایسے حالات اس زمانے میں بھی پائے جاتے تھے مگر کسی نے رقیہ کو اپنا پیشہ یا تخصص نہیں بنایا تھا)۔ (حکم التفرغ للعمل کراقی شرعی ... پیش کردہ محمود بن ابراهیم مصری، شبکه سحاب السلفیة)

سوال ہوتا ہے: سماحۃ الشیخ اس وقت رقیہ (جھاڑ پھونک) اور رقاۃ (جھاڑ پھونک کرنے والوں) کے متعلق گفتگو شائع ہے یا خوب ہورہی ہے کچھ ڈھیلے ڈھالے ہیں کچھ متشدد ہیں، اور رقیہ کرنے والوں کے کچھ اعمال تو سنت کے مطابق ہیں اور کچھ ان میں سے بعض راقیوں کے اجتہاد کا نتیجہ ہیں، اللہ ہمیں بھی اور انہیں بھی ہدایت دے۔ پھر راقیوں کے لئے آپ کی رہنمائی اور نصیحت کیا ہے؟

علامہ صالح فوزان حفظہ اللہ نے جواب دیا:

اس وقت رقیہ میں مادی لالچ داخل ہوچکی ہے، اس میں مادہ کی حرص وطمع میں کچھ ایسے لوگ آگئے ہیں جنھیں یہ کام ٹھیک سے آتا بھی نہیں ہے، یا ایسے لوگ آگئے ہیں جن کا عقیدہ خراب ہے بس مال کی لالچ انہیں یہاں لے آئی ہے، یا اس میں کچھ ایسے لوگ شامل ہوگئے ہیں جو رقیہ میں شرکیہ تعویذیں اور طلسمات داخل کردیتے ہیں، یہ سب رقیہ کے پیچھے لالچ کے سبب سے ہورہا ہے، رقیہ حرفت وتجارت بنالی گئی ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔

رقیہ صرف وہی کرے جو رقیہ کا عالم ہو، اس کا عقیدہ اچھا ہو، اور اپنے بھائی کو نفع پہنچانا چاہتا ہو، اس کی نظر فقط درہم پر نہ ہو بلکہ اس کی چاہت اپنے بھائی کو نفع پہنچانا ہو، اور اگر کچھ مال مل گیا تو لینے میں کوئی حرج نہیں ہے، مگر یہ کہ اسے پیشہ بنالے اس کے لئے دکانیں کھول لے تو یہ رقیہ میں مبالغہ ہے، نیز یہ فقط لالچ کی طلب ہے لوگوں کو نفع پہنچانا مقصود نہیں ہے، اور جیسا کہ ہم نے بیان کیا اس میں کبھی کبھی اسی طرح کے شعبدہ باز اور خرافاتی لوگ داخل ہوجاتے ہیں، وہ شعبدہ بازی کی کتابوں میں (کچھ) پڑھتے ہیں اور اسی کو مادی کمائی کے لئے لوگوں پر پڑھتے ہیں... کیونکہ یہاں کچھ شعبدہ بازی کی کتابیں رقیہ کے نام سے موجود ہیں جن میں جادو ہے، شر ہے، جنوں سے استعانت ہے، شیاطین سے استعانت (مدد طلب کرنا) ہے، ان میں اللہ عزوجل کے علاوہ سے استغاثہ پایا جاتا ہے، اس لئے راقی کے اندر علم وبصیرت اور اعتماد کا پایا جانا ضروری ہے اسے درست عقیدہ ہونا لازم ہے، وہ خرافاتی وبدعتی اور شعبدے باز نہ ہو، ہاں۔ (از سلطان جہنی ۳۰/جون ۲۰۱۳ حوالہ مذکور)

سوال ہوتا ہے: کیا رقیہ کے لئے خود کو فارغ کر لینا اور کچھ مال لے کر آسیب زدہ کا علاج کرنا جائز ہے؟

فضیلۃ الشیخ احمد بن یحییٰ نجمی رحمہ اللہ جواب دیتے ہیں:

''رقیہ کے بدلے مال لینے کے متعلق مجھے ڈر ہے، اس کی وجہ سے میں اس کے متعلق خوفزدہ ہوں، اول اس لئے کہ نبی ﷺ کے صحابہ نے بکریوں کا ایک ریوڑ اس لئے حاصل کیا تھا کیونکہ انھوں نے اس بستی والوں سے ضیافت طلب کی تھی مگر انھوں نے ان کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا تھا، پھر جب ان کا سردار ڈنسا گیا تو انھوں نے کہا: تم نے ہماری مہمان نوازی سے انکار کیا اللہ کی قسم ہم تو مقررہ بدل لئے بغیر تمہارا رقیہ نہیں کریں گے، لہٰذا پہلی بات تو یہ ہوئی کہ انھوں نے یہ مال کفار سے لیا، اور دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ ان لوگوں نے ان کی مہمان نوازی نہیں کی اس لئے انھوں نے یہ بدل حاصل کیا، اور میری رائے نہیں ہے کہ رقیہ کے لئے خود کو فارغ کرنے والا بدل لے اور اسے پابندی سے وصول کرے کیونکہ اس کے جواز کی کوئی واضح دلیل نہیں ہے اور جہاں تک نبی ﷺ کے اصحاب کے واقعے سے دلیل پکڑنے کی بات ہے تو اس میں جو کچھ ہے آپ نے سن لیا اور اس طرح کے معاملات میں پرہیز بہتر ہے اور یہاں ایک دوسرا مسئلہ بھی ہے اور وہ یہ کہ ایک شہر سے دوسرے شہر کا رقیہ کے لئے سفر کرنا، گویا اس میں راقی کے متعلق اعتقاد بیٹھ گیا ہو جبکہ عام طور پر جن شہروں میں وہ سفر کرتا ہے جہاں اس سے رقیہ طلب کیا جاتا ہے وہاں ممکن ہے دسیوں اہل علم موجود ہوں جو رقیہ کر دیتے ہوں۔ (فتح الرب الودود في الفتاوى والردود ص ۳۹۴: ج ۲ للعلامة احمد بن يحيىٰ النجمى رحمه الله تعالىٰ بحوالهRuqya.net)

ڈاکٹر علی بن نفیع علیانی فرماتے ہیں[1]:

(۱) اپنی کتاب :'' الرُّقى على ضوء عقيدة أهل السنة والجماعة واتخاذها حرفة '' ط . دار الصفوة القاهرة (ص 75 - 79) میں۔

''ان آخری زمانوں میں بعض اہل علم مریضوں کے رقیہ (جھاڑ پھونک) کے لئے کافی شہرت یافتہ ہیں اور چہار دانگ عالم میں مشہور ہو چکے ہیں کیونکہ آج وسائل نقل کی کثرت وسہولت ہے، اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگوں کی بھی کثرت ہے اور وہ راقیوں کو مال بھی خوب دیتے ہیں، یہ (رقیہ) پڑھنے والے حضرات اپنا سب کام دھام چھوڑ سارا وقت مریضوں کا رقیہ کرنے پر لگائے ہوئے ہیں، اس کے لئے انھوں نے اپنے گھروں کو کشادہ کر رکھا ہے اور آنے والوں کے لئے تیار بیٹھے ہیں، اور انہیں بالکل اسی طرح اپائنٹمنٹ دیتے ہیں جیسے خاص اسپتالوں میں دئے جاتے ہیں، اور اس عمل کو انھوں نے اپنا پیشہ بنالیا ہے.. بتایا جائے کہ اس کیفیت کے ساتھ اس صورت کا جس کی سابقہ زمانوں میں کوئی مثال نہیں پائی جاتی ہے کیا حکم ہے؟

اس سوال کے پیش نظر اللہ کی توفیق سے عرض کرتا ہوں: یہ بات معلوم ہے کہ اللہ عزوجل نے رقیہ اور جھاڑ پھونک کے کاموں کو ان کے شرعی ضوابط کے ساتھ مشروع کیا ہے اور ان پر اجرت لینے کو بھی جائز رکھا ہے جیسا کہ صحیح بخاری رحمہ اللہ میں وارد ہے کہ انھوں نے فرمایا: ''فاتحۃ الکتاب سے رقیہ کرنے کی شرطوں کا باب'' اور بسند خویش حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ کے کچھ اصحاب کا گزر ایک پانی کے پاس سے ہوا جہاں ایک ڈنک مارا ہو یا ڈنسا ہوا آدمی تھا، لہٰذا ان پانی والوں میں سے ایک شخص ان کے پاس آیا اور ان سے کہا: کیا تم

میں کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے، پانی کے پاس ایک ڈنک مارا ہوا یا ڈنسا ہوا آدمی ہے؟ چنانچہ ان میں سے ایک شخص چل پڑا اور اس نے کچھ بکریوں کی شرط پر سورۂ فاتحہ پڑھی اور وہ اچھا ہوگیا پھر جب وہ شخص بکریاں لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو انھوں نے اس چیز کو ناپسند کیا اور کہا کہ تم نے اللہ کی کتاب پر اجرت لے لی، یہاں تک کہ وہ سب مدینہ آئے اور انھوں نے کہا: اس نے اللہ کی کتاب پر اجرت لی ہے، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جن پر تم نے اجرت لی ہے ان میں سب سے زیادہ حقدار کتاب اللہ ہے''۔(۲)

(۲) رواه البخاري (5737) ، وابن حبان (5124) ، والبيهقي (1866، 14182) ، والدارقطني (3019 – 3020).

ہم کہتے ہیں: اسی طرح کی بات حضرت ابوسعید خدری کی روایت میں بھی واقع ہوئی ہے جس کی تخریج حسب ذیل ہے:

[رواه البخاري (2276،5736) ، ومسلم (2201) ، وأبو داود (3418،3419،3900) ، والترمذي (2063 - 2064) ، والنسائي في الكبرى (7534،7533) ، وفي عمل اليوم والليلة له (1035 -1038) ، وابن ماجه (2156) ، وأحمد (10،44/3) ، وابن حبان (6079 - 6080) ، والبيهقي (1866 ، 11456) والحاكم (559/1) ، وابن السني (636) ، والدارقطني (3015-3018) ، وابن الجارود في المنتقى (588)] ، توجہ فرمائیں کہ سنت کے ذخیرے میں کہیں بھی -یہاں تک کہ کسی ضعیف اثر میں بھی- وارد نہیں ہوا ہے کہ اس واقعے کے بعد لوگوں کی بھیڑ ابوسعید کے گھر میں ان سے رقیہ کرانے یا روحانی علاج کی طلب میں آتی رہی ہو!!.. اس لئے کہ دلوں کی توجہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی طرف نہیں ہوئی بلکہ ان کی توجہ مقروء -یعنی قرآن کریم- کی طرف تھی۔ اور اگر ہمارے زمانے میں کسی بزرگ کے ساتھ ایسا ہوا ہوتا تو لوگوں کی بڑی بھیڑ ان کے دروازے پر جمع ہو جاتی اور ان کا گھر گھیر کر کھڑی ہو جاتی اور ان کا گھر سے نماز کے لئے بھی باہر آنا مشکل ہو جاتا اور بعض لوگ ان سے علاج کرانے کے لئے دور دراز کا سفر کر کے آنے لگتے۔ (اس حقیقت پر ضرور غور فرمائیے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بھی خود اسے اپنا پیشہ نہیں بنایا تھا نہ راقی کے نام سے مشہور ہوئے تھے)۔

جب رقیوں کی اباحت معلوم ہوگئی اور اس پر اجرت لینے کی بھی اباحت علم میں آگئی تو موضوع بحث اس کیفیت میں منحصر ہوگیا جس کے ذریعہ بعض متاخر قراء کے یہاں رقیہ کی تکمیل ہوتی ہے اور وہ ہے: اس عمل کے لئے خود کو فارغ کرنا اور اسے پیشہ اور حرفت بنالینا، اور لوگوں کے درمیان اسی سے مشہور ہوجانا، میرے نزدیک اس کیفیت پر قاری کے لئے بھی اور مقروء علیہم (جن پر رقیہ پڑھا جاتا ہے) ان کے لئے بھی بہت سے مفاسد مرتب ہوتے ہیں اور خرابیاں سامنے آتی ہیں جو حسب ذیل ہیں:

اول : جب لوگوں کی بہت بڑی بھیڑ قاری کے پاس جمع ہوتی ہے تو عام لوگ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ اس قاری میں کوئی خاص بات اور متعین خوبی ہے اسی لئے تو لوگ اس کے پاس اتنی بھیڑ لگائے رہتے ہیں، اور اس صورت حال میں قاری کی اہمیت مقروء -یعنی کلام اللہ- سے بھی بڑھ جاتی ہے، بلکہ بہت سے لوگ تو شاید مقروء کی اہمیت اور فائدے کے بارے میں سوچتے بھی نہیں ہیں، نظریں بس قاری (رقیہ کرنے والے) پر ہی لگی رہتی ہیں۔

جبکہ رقیہ میں اصل مقروء ہوتا ہے اور قاری اس کے تابع ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَشِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ) یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لئے تو سراسر شفا اور رحمت ہے۔ (الاسراء:

۸۲)(۳) اور فرماتا ہے: (قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ) آپ کہہ دیجئے کہ یہ تو ایمان والوں کے لئے ہدایت وشفاء ہے۔(فصلت:۴۴)(۴)۔ اس سے کوئی انکار نہیں کہ قاری کی نیکی، قوت ایمانی، اپنے رب پر اعتماد اور اس پر توکل کی اپنی تاثیر ہوتی ہے، مگر وہ موثر اصلی کے تابع ہوتی ہے اور موثر اصلی رب العالمین کا کلام ہے۔لہٰذا جو بھی ذریعہ مقروء۔یعنی کلام الٰہی۔ پر اعتماد کو کمزور کردے اسے بند کردینا چاہیے اور کھولنا نہیں چاہیے۔

(۳) الإسراء : 82. (۴) فصلت : 44.

ابن قیم فرماتے ہیں: قرآن تو تمام قلبی وبدنی اور دنیا وآخرت کی بیماریوں کے لئے شفائے کامل ہے، مگر ہر ایک اس سے شفاء حاصل کرنے کا اہل ہے نہ اسے اس کی توفیق ملتی ہے، اور جب بیمار اس سے اچھی طرح دوا کرلے جائے اور صدق وایمان، قبول تام، پختہ اعتماد اور تمام شرطوں کی تکمیل کے ساتھ اسے اپنی بیماری پر رکھ دے تو بیماری اس کا مقابلہ ہرگز نہیں کرسکے گی۔اور بیماریاں آخر رب ارض وسماء کے کلام کا مقابلہ کیسے کرپائیں گی جسے اگر پہاڑوں پر نازل کیا گیا ہوتا تو اس کے ٹکڑے ہوجاتے اور اگر زمین پر نازل ہوگیا ہوتا تو اسے کاٹ کر رکھ دیتا۔(۵)

(۵) زاد المعاد (178/3).

دوم : جب ہم رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر، ان کے صحابہ کی سیرت پر اور ان علمائے اسلام کی سیرت پر جن کے علم وفضل پر اعتماد کیا جاتا ہے نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ملتا ہے جو اپنا سب کام دھام چھوڑ کر رقیہ کے ذریعہ مریضوں کا علاج کرنے پر پل پڑا ہو، اسے اپنا پیشہ بنالیا ہو، اسی کے ساتھ لوگوں میں ایسا مشہور ہوگیا ہو کہ جب اس کا نام آتا ہو تو ساتھ ہی اس پیشے کا بھی ذکر کیا جاتا ہو، جبکہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ امراض کی کثرت تو ہر زمانے میں لوگوں کے اندر ہوا کرتی تھی، اور ہم نے مسلمانوں کے خلفاء میں سے بھی کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے کسی قاری کا تقرر اپنے اوپر اللہ کی کتاب پڑھنے کے لئے کیا ہو، ہاں اگر کوئی فاضل اور دیندار عالم ان کے سامنے آجاتا تو وہ اس سے رقیہ کی درخواست کرلیتے اور وہ ان پر قرآن پڑھ دیتا تھا اور اس میں کوئی حرج بھی نہیں تھا، اور یہ بھی معلوم ہے کہ اپنی اصل کے اعتبار سے اگر کوئی چیز مشروع بھی ہو مگر اس کے ساتھ کوئی نئی کیفیت جوڑ دی جائے تو بھی وہ ممنوع ہوجاتی ہے۔چنانچہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے صحیح طور پر یہ ثابت ہے کہ ان کا گزر ایک عورت کے پاس سے ہوا جس کے پاس ایک تسبیح تھی جس پر وہ پڑھ رہی تھی تو آپ نے اسے کاٹ کر پھینک دیا، پھر ان کا گزر ایک ایسے آدمی کے پاس سے ہوا جو کنکریوں پر تسبیح پڑھ رہا تھا تو آپ نے اسے اپنے پاؤں سے مارا، اس کے بعد فرمایا: تم لوگ ظالمانہ طور پر ایک بدعت لائے ہو یا پھر علم میں اصحاب محمد۔ﷺ۔ پر فائق ہوچکے ہو؟(۶)

(۶) سنن الدارمي (204) ، البدع لابن وضاح (ص 8) ، وإسناده صحيح .

اگر رقیوں کے ذریعہ مریضوں کے علاج، کے لئے یکسو ہوجانا اسے پیشہ بنانا، اور اسی سے لوگوں میں مشہور ہونا خیر کا کام ہوتا تو ہم سے پہلے کے لوگ ایسا کرچکے ہوتے، اور کوئی یہ نہ سمجھے کہ دوسرے زمانوں کے مقابلے میں ہمارے زمانے میں مریضوں کی تعداد زیادہ ہے، اور یہی وجہ ہے کہ نہ تو خلفاء کے درمیان ان کی کثرت کا مقابلہ ہوا نہ ائمہ اربعہ کے یہاں ان کی بڑی تعداد ایسی نظر آئی جیسے آج اس زمانے میں رقیہ پڑھنے

والوں کی بھاری تعداد مشہور نظر آتی ہے، جو چیز قاری (یعنی جھاڑ پھونک کرنے والے) کو شہرت دلاتی ہے وہ ہے ان کے لئے جگہ کا خاص ہونا، اور اپنی چاہت کے مطابق وہاں لوگوں کا استقبال کرنا، اور ان کے لئے طبیبوں، دکانداروں اور صنعت کاروں کی طرح مخصوص اوقات متعین کرنا۔

میرے خیال میں اگر ابن تیمیہ نے مریضوں پر (رقیہ) پڑھنے کی کوئی دکان کھول لی ہوتی اور ان کی چاہت کے مطابق ان کا استقبال کرتے تو پھر صفحۂ قرطاس کی سفیدی پر ایک بھی سیاہی نہ دوڑا سکتے، بالخصوص جبکہ زمانہ جہالت کا ہو، امیت وخرافات ہر سو چھائی ہوئی ہوں، اور لوگ (صوفی) مشائخ اور اصحاب طریقت کے دلدادہ ہوں۔ حقیقت یہی ہے کہ علمائے اہل سنت نے - ان پر اللہ کی بیشمار رحمتیں نازل ہو - اس کام کو صرف اپنی فقاہت ہی کی وجہ سے ترک کر رکھا تھا۔

سوم: کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب شیاطین یہ دیکھتے ہیں کہ لوگ کسی شخص کے ساتھ ایسے جڑ گئے ہیں تو وہ اس طرح اس کی مدد کرتے ہیں کہ اسے خبر بھی نہیں ہوتی ہے، لہٰذا وہ اس بات کا اعلان کرنے لگتے ہیں کہ وہ فلاں سے خائف ہیں اور اس کی وجہ سے مریض کے اندر سے نکل بھاگتے ہیں، اسی طرح کے دیگر کام بھی کرتے ہیں، مقصد یہی ہوتا کہ جو کچھ وہ پڑھتا ہے اس کے مقابلے میں لوگوں کا اعتماد خود اس کی ذات پر بڑھ جائے اور وہ یہ اعتقاد رکھنے لگیں کہ اس آدمی کے اندر کوئی خاص راز کی بات پائی جاتی ہے۔ اسی لئے حضرت عبداللہ بن مسعود نے اپنی بیوی سے فرمایا تھا جب انھوں نے یہ کہا تھا کہ: میری آنکھ میں تکلیف ہوتی تھی تو میں فلاں یہودی کے پاس جاتی تھی اور وہ وہاں دم کر دیتا تھا، اور جب وہ دم کر دیتا تو وہ پرسکون ہوجاتی تھی۔ انھوں نے فرمایا: یہ تو شیطان کا کام تھا جو وہاں کچوکے لگاتا تھا، پھر جب وہ وہاں دم کر دیتا تو وہ اس سے رک جاتا تھا.. الحدیث۔ (۷)

(۷) عن زينب امرأة عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قالت : إن عبد الله رأى في عنقي خيطاً فقال : ما هذا ؟ ، قلت : خيط رُقِي لي فيه ، قالت : فأخذه ثم قطعه ، ثم قال : أنتم آل عبد الله لأغنياء عن الشرك ، سمعتُ رسول الله ﷺ يقول : " إن الرُّقى والتمائم والتولة شرك " فقلت : لقد كانت عيني تقذف ، وكنت أختلف إلى فلان اليهودي ، فإذا رقى سكنت ، فقال عبد الله : إنما ذاك عمل الشيطان ، وكان ينخسها بيده ، فإذا رقى كف عنها ، إنما كان يكفيك أن تقولي كما كان رسول الله ﷺ يقول : " أذهب الباس ، رب الناس ، واشف أنت الشافي ، لا شفاء إلا شفاؤك ، شفاءً لا يغادر سقما " رواه أحمد (381/1) ، وأبو داود(3883) ، وابن ماجه (3530) ، وابن حبان (6058) ، والبيهقي (19387) ، وأبو يعلى (5208) ، والطبراني في الكبير (174/9) ، والحاكم (418/4) وقال : هذا حديث صحيح الإسناد على شرط الشيخين ولم يخرجاه وأقره الذهبي ، وصححه الألباني في الصحيحة (854/1) ، وصحيح سنن ابن ماجه (269/2) ، قلت : وفي رواية الطبراني أنها تقرأ الإخلاص والفلق والناس .

لوگوں کے ساتھ شیاطین کا جو مکر ہوتا ہے وہ اتنا بڑا مکر ہوتا ہے کہ اسے صرف وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو اللہ کے دین میں فقاہت کے درجہ پر فائز ہوتے ہیں، کیونکہ لوگوں کا معاملہ تو یہ ہوتا ہے کہ جب وہ عجیب وغریب حکایات سنتے ہیں اور انہیں معلوم ہوتا ہے کہ فلاں رقیہ پڑھنے والے قاری صاحب کے پاس اکثر آسیب

زدہ لوگوں پر جنوں کی حاضری ہوتی ہے اور شیاطین ان کی زبان پر بولنے لگتے ہیں اور شیخ صاحب ان سے عہد لے لیتے ہیں کہ اب وہ دوبارہ اس آسیب زدہ پر سوار نہیں ہوں گے!!! اور اسی طرح کی کہانیاں کثرت سے سنائی دینے لگتی ہیں تو ہر مریض ان شیخ صاحب کی دید کا مشتاق ہو اٹھتا ہے اور لوگ جوق در جوق ادھر کا رخ کرنے لگتے ہیں اور رخت سفر باندھ باندھ کر آتے ہیں۔ ہر آنے والا یہ جان لینے کا خواہاں ہوتا ہے کہ اس کے اندر تو کوئی جن نہیں بیٹھا ہوا ہے، اگر اس کثرت سے یہ حال کرامات میں سے بھی ہو تو بھی قاری صاحب کو چاہیے کہ اس کے انجام سے خوف زدہ ہو جائیں۔ مگر جب یہ بھی احتمال موجود ہو کہ یہ صورت حال استدراج اور شیاطین کی چالوں کی قبیل سے بھی ہو سکتی ہے تب کس قدر متنبہ ہونے کی ضرورت ہے؟

شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: ''اور چونکہ خوارق سے بیشتر یہ ہوتا ہے کہ آدمی کا درجہ گھٹ جاتا ہے اس لئے بہت سے صالحین اس طرح کی چیزوں سے توبہ کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے تھے جیسا کہ زنا اور چوری جیسے گناہوں سے توبہ کی جاتی ہے، اور بعض پر جب ان کی پیشکش ہوتی تو وہ اللہ سے ان کے زوال کی دعا کرتے تھے، اور سب کے سب (مشائخ) مرید سالک کو یہی حکم کرتے رہے کہ دیکھنا یہیں ٹھہر نہ جانا اور اسی کے پیچھے پڑ کر نہ رہ جانا، نہ انہیں کرامتیں سمجھ کر اتراتے پھرنا، پھر جب صورت یہ ہو کہ حقیقت میں ان چیزوں کے ذریعہ شیاطین انہیں اغوا کرتے ہوں تب کس قدر محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں نباتات جن سے گفتگو کرتے تھے اور انہیں یہ بتایا کرتے تھے کہ میرے اندر فلاں فلاں منفعتیں پائی جاتی ہیں، درحقیقت ان کے اندر سے شیاطین انہیں مخاطب کیا کرتے تھے! میں ایسے لوگوں کو بھی میں جانتا ہوں جن سے شجر و حجر باتیں کیا کرتے ہیں! اور کہتے ہیں: آپ کو مبارک ہو آپ کے کیا کہنے ہیں اے اللہ کے ولی! پھر جب وہ آیت الکرسی پڑھتے ہیں تو یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ اور میں ایسے لوگوں کو بھی جانتا ہوں کہ جب وہ پرندے کا شکار کرنا چاہتے ہیں تو چڑیاں وغیرہ ان سے مخاطب ہو کر کہتی ہیں کہ: آپ مجھے پکڑ لیجئے تاکہ غریب لوگ مجھے کھائیں۔ جبکہ ان کے اندر شیطان ہوتا ہے جیسا کہ انسان کے اندر داخل ہو کر وہ انہیں مخاطب کرتا ہے۔ (۸)

(۸) مجموع الفتاوی (30/11).

چہارم: وہ (رقیہ کرنے والا) قاری جب یہ دیکھتا ہے کہ لوگ اس کے دروازے پر بھیڑ لگا رہے ہیں، مریضوں کی بھاری تعداد کو اللہ تعالیٰ اس کے رقیہ (دم جھاڑے) کی وجہ سے شفا اور عافیت عطا فرما دیتا ہے، اور یہ شیاطین کس طرح اس سے ڈرتے ہیں اور آسیب زدوں کے اندر سے نکل جاتے ہیں؟ تو اس کے اندر یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ وہ اولیائے ابرار میں سے ہے، اور عجب و خود پسندی وغیرہ کا شکار ہو سکتا ہے۔ جبکہ سلف صالحین -رضوان اللہ علیہم- اس امر سے ڈرا کرتے تھے اور اس کے دروازے بند کر دیا کرتے تھے۔

ابن عیینہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب -رضی اللہ عنہ- نے حضرت ابی کے ساتھ ایک جماعت کو دیکھا تو ان پر درہ (۹) تان لیا، تب حضرت ابی نے فرمایا: -اللہ آپ پر رحم فرمائے- دیکھئے تو سہی آپ کیا کر رہے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت عمر نے فرمایا: آپ کو معلوم نہیں کہ یہ متبوع (جس کے پیچھے لوگ چلتے ہوں) کے لئے فتنہ اور تابع کے لئے سامان ذلت ہے''۔ (۱۰)

(۹) درہ اسے کہتے ہیں جس سے مارا جاتا ہے (لاٹھی)۔

(١٠) عن سليم بن حنظلة قال : بينا نحن حول أُبيِّ بن كعب نمشي خلفه إذ رآه عمر ، فعلاه بالدِّرة ، فقال : انظر ياأمير المؤمنين ما تصنع ! ، فقال : إن هذا ذلة للتابع وفتنة للمتبوع [أخرجه ابن أبي الدنيا في التواضع والخمول (51) ، وابن المبارك في الزهد (48 - زيادات نعيم) ، والدارمي (523) ، وابن عبد البر في جامع بيان العلم وفضله (1/ 144) ، والذهبي في تذكرة الحفاظ (8/1) ، والغزالي في إحياء علوم الدين (3/ 428)] .

اور ابن مسعود ایک دن باہر نکلے تو لوگ ان کے پیچھے لگ گئے، تو انھوں نے ان لوگوں سے فرمایا: کیا تمہیں کوئی حاجت ہے؟ انھوں نے جواب دیا نہیں، مگر ہم آپ کے ساتھ ساتھ چلنا چاہتے ہیں تو انھوں نے فرمایا: لوٹ جاؤ کیونکہ یہ عمل تابع (پیچھے چلنے والے) کے لئے ذلت اور متبوع (جس کے پیچھے چلا جاتا ہے) کے لئے فتنہ ہے۔

وخرج ابن مسعود ذات يوم فاتبعه ناس ، فقال لهم : ألكم حاجة ؟ ، قالوا : لا ، ولكننا أردنا أن نمشي معك ، قال : ارجعوا فإنه ذلة للتابع وفتنة للمتبوع [سنن الدرامي (527) ، صفة الصفوة (1/ 214) لابن الجوزي].

اب دیکھئے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے متعلق پیروکاروں اور تلامذہ کی کثرت سے جو ان کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں خوف محسوس کر رہے ہیں تو دوسرے لوگ تو خوف کے اور سد ذریعہ کے زیادہ حقدار ہیں۔

اور (رقیہ کے) یہ قاری صاحب جن کی حالت بیان کی گئی ہے ان کا حال اس طبیب جیسا نہیں ہے جس کے دروازے پر لوگ بھیڑ لگاتے ہیں، کیونکہ طبیب تو ایک معروف طریقۂ علاج کے مطابق علاج کرتا ہے اور اس کے اندر یہ احساس نہیں ہوتا ہے کہ یہ نسخہ اسی وقت مفید ہوگا جب وہی اسے لکھے گا بلکہ اس کا ماننا یہ ہوتا ہے کہ یہ معاملہ طبیب سے نہیں بلکہ علاج سے مربوط ہے جبکہ راقی کا معاملہ اس کے برخلاف ہوتا ہے کیونکہ بسا اوقات وہ یہی سمجھ بیٹھتا ہے کہ یہ معاملہ علاج سے نہیں اسی سے مربوط ہے، اس لئے کہ قرآن تو تمام مسلمانوں کے پاس موجود ہے اور وہ اسے پڑھ بھی سکتے ہیں، اس کے باوجود لوگ اسی سے پڑھوانے پر مصر ہیں، لہٰذا اس کے اندر عجب وغرور پیدا ہوسکتا ہے، اور اس کے اندر اپنے متعلق طرح طرح کے خیال آسکتے ہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اس طرح کی چیزوں سے دور رہنا زیادہ بہتر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

پنجم : سابقہ کیفیت والے قراء (رقیہ کرنے والوں) کے متعلق یہ چیز دیکھنے میں آئی ہے کہ وہ بلا علم باتیں کیا کرتے ہیں، اور وہ یوں کہ جب وہ کسی مریض پر پڑھتے ہیں اور جن اس کی زبان پر نہیں بولتا ہے (یعنی اس کی حاضری نہیں ہوتی ہے) تو کہہ دیتے ہیں کہ تمہارے اندر جن نہیں ہے، تمہیں نظر لگی ہے، یا یہ کہ تمہارے اندر جن ہے نہ تمہیں نظر لگی ہے اور اسی طرح کی دوسری باتیں بھی کہا کرتے ہیں، جبکہ لسان حال سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ کسی آسیب زدہ پر ہمارے پڑھتے ہی جن کو لازمی طور پر ہم سے یا ہماری قرأت سے ڈر کر حاضر ہونا چاہیے اور بات کرنی چاہیے۔ حالانکہ اس پر ذرا بھی کوئی علمی چھاپ نظر نہیں آتی ہے، کیونکہ جب آسیب زدہ پر رقیہ پڑھا جاتا ہے اور اس کے اندر بیٹھا ہوا جن خوفزدہ ہوجاتا ہے تو کبھی ڈر کر بولنے لگتا ہے، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ نہ بولتا ہے نہ خوفزدہ ہوتا ہے! تب یہ لوگ یقین کے ساتھ یہ بات کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ مقروء علیہ (یعنی جس پر رقیہ پڑھا جا رہا ہے) کے اندر کوئی جن موجود نہیں ہے یا نظر لگی

ہے؟اور یہ بھی ممکن ہے کہ قاری صاحب کے اس فیصلے کی وجہ سے وہ مریض اس طرح کے حالات کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ماثور دعائیں بھی ترک کر بیٹھے، جبکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: (وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا) جس بات کی تجھے خبر نہ ہو اس کے پیچھے مت پڑ کیونکہ کان اور آنکھ اور دل ہر ایک سے پوچھ گچھ کی جانے والی ہے۔(الاسراء:۳۶)(۱۱)

(۱۱) الإسراء : 36 .

ششم : مذکورہ کیفیت والے قراء (رقیہ پڑھنے والوں) کو یوں بھی دیکھا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کی ایک ٹولی کو جمع کر لیتے ہیں اور ملاقاتیوں کی کثرت کے باعث وقت بچانے کے لئے بیک وقت ان سب کے لئے ایک ہی قرأت پر اکتفا کرتے ہیں، پھر وہ ان کے برتنوں پر گشت کرتے ہیں اور ان میں اپنا تھوک یا لعاب ڈالتے جاتے ہیں جبکہ ان کے منہ کی وہ طراوٹ جس میں قراءت کی گئی ہوتی ہے وہ تو ایک ہی دو آدمیوں کے برتنوں میں ختم ہوجاتی ہے، تب اس قاری کو یہ فضیلت کب حاصل ہوگئی کہ اس کا لعاب پورا کا پورا مبارک ہے یہاں تک کہ اگر اس میں تلاوت قرآن کی آمیزش نہ ہو تو بھی اسے یہ خصوصیت حاصل ہے، جناب یہ کیسے جائز کر لیتے ہیں کہ وہ ایک قرأت پر سو برتنوں میں یا اس سے زیادہ میں تھوکیں (یا پھونک ماریں)؟ اور سلف صالح کے عمل سے اس صورت کی دلیل کہاں ہے؟

ہفتم : سابقہ کیفیت کے ساتھ رقیہ کرنے والوں کو جس طرح بھاری مال ہاتھ آتا ہے اور ان پر روپوں کی بارش ہوتی ہے اسے دیکھتے ہوئے ہوسکتا ہے کہ کچھ شعبدہ باز اور دجال لوگ بھی اٹھ کھڑے ہوں، اور قرأت کا سہارا لئے کمائی کے خیال سے دکان کھول کر بیٹھ جائیں، حق کو باطل کے ساتھ خلط ملط کر دیں، اور لوگوں پر بڑے شر کا دروازہ کھل جائے، اور شعبدہ بازوں پر بھی کوئی نکیر اس لئے نہ کی جاسکے کہ ان کا معاملہ ان قراء کے ساتھ خلط ملط ہو چکا ہے جو اپنی قرأت اور رقیہ میں شعبدے اور کہانت سے کام نہیں لیتے ہیں، کیونکہ ان میں تمیز دشوار ہوگی، اور شر کی طرف لے جانے والے ذرائع کا راستہ مسدود کر دینا واجب ہے، یہاں تک کہ اگر ایسا کرنے والے کا مقصود حق بھی ہو تو بھی یہی کرنا چاہیے، یہ دیکھئے حضرت عبداللہ بن مسعود، ان کے شاگردوں اور علمائے محققین کی ایک جماعت نے سد ذریعہ کے طور پر قرآن لٹکانے سے بھی منع فرمایا ہے حالانکہ وہ اللہ کا کلام ہے، تاکہ اسے ذریعہ بناتے ہوئے لوگ تعویذیں نہ لٹکانے لگیں۔ (۱۲)

(۱۲) دیکھئے: فتح المجيد (132) ، ومعارج القبول (469/1) .

اسی تعلیل کا فتوی مملکت (سعودی عرب) کی دائمی کمیٹی برائے علمی تحقیقات وافتاء نے بھی فتوی نمبر ۹۹۲ تاریخ ۴/۴/ ۱۳۹۵ھ میں دیا ہے۔(۱۳)

(۱۳) مجلة البحوث الإسلامية العدد 25 عام 1409 هـ ، (ص 40) .

ہشتم : مذکورہ کیفیت والے بعض قراء جو لوگوں پر (رقیہ) پڑھنے کے لئے خود کو فارغ کر لیتے ہیں اور اسی کو اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کام مستحبات میں سے ہے، جبکہ استحباب ایک حکم شرعی اور ایک عبادت ہوتا ہے، اور یہ خیال بدعت کے ارتکاب کی طرف لے جاسکتا ہے کیونکہ جس نے کسی ایسی چیز کو مستحب سمجھا جسے رسول اللہ۔صلی اللہ علیہ وسلم۔ نے کیا ہے نہ ان کے خلفائے راشدین نے کیا ہے حالانکہ ان کے زمانے میں بھی اس

کا مقتضی موجود تھا (یعنی اس زمانے میں بھی یہ صورت حال موجود تھی اور ایسے مریض پائے جاتے تھے) تو اس نے بدعت ہی کا ایک عمل کیا ہے، کیونکہ رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے اور ان کے خلفائے راشدین نے اگرچہ مریضوں پر رقیہ بھی پڑھا ہے اور (بعض صحابہ نے) اس پر اجرت بھی لی ہے جیسا کہ گزرا مگر وہ اس کام کے لئے فارغ ہوکر نہیں بیٹھ گئے تھے، اور اسی کے نام سے ان کی کوئی واضح شہرت بھی نہیں تھی کہ جب ان کا ذکر ہوتو ان کے اس کام کے لئے فارغ ہوجانے کی وجہ سے ان کے ساتھ یہ بھی لگایا جائے کہ وہ آسیب زدہ پر رقیہ پڑھنے والے قاری صاحب ہیں۔ انھوں نے اسی پر اکتفا کرتے ہوئے اسے کمائی کا ذریعہ اور پیشہ وحرفت نہیں بنالیا تھا۔

نہم : یقیناً صحابہ میں کچھ لوگ ایسے تھے جو قبولیت دعا کے لئے مشہور تھے، مثلاً سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جو عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں جنھیں جنت کی خوشخبری ملی تھی، اور ان لوگوں میں سے ہیں جن کے لئے رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے قبولیت دعا کی دعا فرمائی تھی (۱۴)۔ اور بعض تابعین بھی مشہور تھے مثلاً اویس قرنی -رضی اللہ عنہ- مگر اس کے باوجود یہ منقول نہیں ہے کہ مسلمانوں نے ان لوگوں کے دروازوں پر بھیڑ لگائی ہو اور فوج درفوج دعا کرانے آتے ہوں، جبکہ ان کے مستجاب الدعوات ہونے کی وجہ سے مسلمان دین ودنیا کی بھلائی کے لئے ان سے دعا کرانے کے ضرورتمند بھی تھے، اور اس بات میں شرعی اعتبار سے بھی کوئی مانع نہیں ہے کہ مسلمانوں کا کوئی فرد ان میں سے کسی کے پاس جائے اور اپنے لئے دعا کا طالب ہو، جبکہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اویس قرنی کے ساتھ ایسا کیا بھی تھا، کیونکہ رسول اللہ -صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- نے انہیں اس کی رہنمائی بھی فرمائی تھی، اس کے باوجود اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر حضرت عمر بن خطاب یہ دیکھتے کہ دعا کرانے کے لئے اہل مدینہ حضرت اویس کے پاس بھیڑ لگائے ہوئے ہیں، اہل مکہ اور اہل عراق بھی اسی غرض سے ان کے پاس آرہے ہیں تو گو انھوں نے خود ایسا کیا تھا مگر لوگوں کے اس وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہونے کے اندیشے سے بلکہ خود اویس قرنی کے فتنے میں پڑ جانے کی وجہ سے انہیں اس کام سے منع کردیتے، اور یہ حضرت اویس قرنی -رضی اللہ عنہ- کی فقاہت ہی تھی کہ انھوں نے خود کو مخفی رکھنے کی کوشش کی اور خود کو نہ دوسروں کو فتنہ کے لئے پیش فرمایا....

(۱۴) سير أعلام النبلاء (11/1) ، والحاكم في المستدرك (499/3) وصححه الذهبي ، والبيهقي في الدلائل (189/6) ، والسيوطي في الخصائص الكبرى (165/2) .

اور میری نظر میں رقیہ بھی دعا ہی کی طرح ہے بلکہ وہ بھی دعا ہی ہے، لہٰذا اسی طرح اگر کسی بستی کے لوگ کسی شخص کی صالحیت کی ظاہری حالت سے متاثر ہوکر اپنی اولاد کو اس شخص کے پاس کھجور وغیرہ سے تحنیک کیلئے لانے لگیں تو یہ کام بھی نامناسب ہوگا کیونکہ اس میں شخص مذکور کے لئے بھی فتنے کا خدشہ ہے اور لوگوں کے لئے بھی اندیشہ ہے۔ شیخ سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نے تبرک کی اس صورت اور دیگر صورتوں کے متعلق فرمایا: ''اسی کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ یہ کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ سے بھی طلب کیا جائے، جبکہ اس کے متعلق اس بارے میں اطمینان نہیں ہے کہ اس سے وہ فتنے میں پڑ جائے، اس کے اندر خود پسندی پیدا ہوجائے اور اس کی وجہ سے وہ عجب، کبر اور ریاء کا شکار ہوجائے، تب یہ چیز منہ پر اس کی تعریف جیسی ہوجائے بلکہ اس سے بھی بڑی بات ہوجائے (۱۵) ہمارا کہنا یہ ہے

کہ جس شخص کے پاس ہزاروں لوگ اپنا رقیہ کرانے آتے ہوں اور سب قاضیوں، مفتیوں اور اہل علم کو چھوڑ کر آتے ہوں اس کا کیا حال ہوسکتا ہے؟ کیا اس کے متعلق فتنے کا خوف نہیں ہے؟!

(۱۵) تيسير العزيز الحميد (ص186).

دہم : جب یہ بات واضح ہوگئی کہ اس کام میں لوگوں کے ساتھ مفسدہ (ناپسندیدہ صورت حال اور نقصان) جڑا ہوا ہے بالخصوص عوام کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے کلام سے زیادہ (رقیہ پڑھنے والے) قاری سے اپنا تعلق جوڑ لیتے ہیں، جب وہ دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے علماء وصلحاء (نیک لوگوں اور بزرگوں) کے یہاں کوئی بھیڑ دکھائی نہیں دیتی جبکہ یہاں اتنی بھیڑ نظر آتی ہے تو وہ شفا کو اسی شخص کے ساتھ مرتبط ماننے لگتے ہیں۔ (بہت سے لوگوں کو یہ کہتے سنا بھی جاتا ہے کہ اور کوئی فلاں فلاں کو ٹھیک نہیں کر پایا مگر فلاں صاحب نے آتے ہی اسے ٹھیک کر دیا)۔ اس کیفیت میں خود قاری (رقیہ کرنے والے) کے لئے شہرت اور عجب کی جہت سے اور ایسی کیفیت کی ایجاد (بدعت) کی وجہ سے بھی مفسدہ پایا جاتا ہے جو سلف صالح کے نزدیک معروف نہیں تھی کہ وہ سیکڑوں لوگوں پر ایک ہی بار پڑھ دیتے ہوں اور اس قرأت کے بعد ان سب کے برتنوں میں پھونک مارتے ہوں، اس میں کوئی شک نہیں کہ درءِ مفسدہ (نقصان کا دور کرنا) حصول مصلحت (فائدے کے حصول) پر (اصولی اعتبار سے) مقدم ہے، بالخصوص اس صورت میں جبکہ مصلحت (فائدے) کے مقابلے میں مفسدہ (نقصان) بہت بڑا ہو۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ) (الانعام:۱۰۸) اور مت گالی دو ان کو جن کی یہ لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ جہالت کی وجہ سے حد سے گزر کر اللہ کی شان میں گستاخی کریں گے۔ ذہن نشین رہے کہ مشرکوں کا اللہ عزوجل کی شان میں گستاخی کرنا ایک بڑا مفسدہ ہے اور مومنوں کا مشرکوں کے معبودوں کی تنقیص کرنا ایک عظیم مصلحت ہے، مگر یہاں مفسدہ (نقصان اور خرابی) کے دور کرنے اور اس کا خاتمہ کرنے کو حصول مصلحت پر مقدم کیا گیا کیونکہ اس کی وجہ سے بہت بڑا بگاڑ اور فساد رونما ہوسکتا تھا۔

یازدھم : لوگوں کے رقیہ کے لئے فارغ ہو رہنے والے کے اندر اس شخص کی مشابہت پائی جاتی ہے جو لوگوں کے لئے دعا کرنے کے لئے خود کو فارغ کرلے، کیونکہ رقیہ اور دعا ایک ہی جنس سے ہیں تو کیا کسی طالب علم کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ لوگوں سے کہے کہ تم لوگ میرے پاس اپنے لئے دعا کرانے کی خاطر آیا کرو؟! یہ چیز سلف صالحین کے طریقے کے خلاف ہے کیونکہ حضرت عمر بن خطاب وغیرہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم اجمعین اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی ان سے دعا کی گزارش کرے اور فرمایا کرتے تھے کہ کیا ہم لوگ انبیاء ہیں؟[۱۶]

(۱۶) الحكم الجديرة بالإذاعة بين يدي الساعة ، لابن رجب الحنبلي (ص 54) ..

دوازدھم : اس کیفیت کے عام ہونے سے عوام میں اور علم سے نابلد لوگوں میں یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ یہی کیفیت رقیہ کا صحیح طریقہ ہے لہٰذا لوگ دوسروں سے ہی رقیہ کے طلبگار ہوتے رہیں گے اور خود اپنا اپنا رقیہ کرنے اور رب سماوات وارض کے سامنے خود کو ڈال دینے اور اس سے براہ راست شفا مانگنے کی سنت کو ترک کر بیٹھیں گے۔

❖ ❖ ❖

[۳]

اداریہ

دینی فتنے
اور جماعت اہل حدیث کے بعض افراد

محمد مقیم فیضی

اپنے موقف کے مطابق ہم اس موضوع پر جو رقیہ (جھاڑ پھونک) کو پیشہ بنانے اور اس کے لئے سینٹر قائم کرنے کے متعلق ہے تیسری قسط پیش کرنے جا رہے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے عرض کیا اس پر بحث کا سلسلہ صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی کے دعاۃ کی تقریروں اور تحریروں پر شروع ہوا جن میں ان کا ہدف نہ کوئی خاص شخصیت تھی نہ کوئی خاص سینٹر بلکہ مقصد صرف منکرات اور مخالفات کی نشاندہی اور اپنے فہم کے مطابق شریعت کا حکم بتانا تھا۔ مگر اس پر جو ردعمل کا سلسلہ شروع ہوا وہ بہت تکلیف دہ شکل اختیار کرتا جا رہا ہے، جن علماء اور بزرگوں سے توقع تھی کہ وہ اس سلسلے میں اپنا ناصحانہ کردار ادا کریں گے اور اپنے علمی وقار کے مطابق بحث کو ایک اچھا رخ دیں گے اور اس موضوع سے متعلق مفاسد ومنکرات کا جائزہ لے کر ان کے خاتمے کی کوشش فرمائیں گے، نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس سلسلے میں ہمیں اور جماعت کے سبھی لوگوں کو جو ان سے ایک سنجیدہ اقدام اور رہنمائی کے منتظر تھے بڑی مایوسی ہوئی اور اس سلسلے میں بعض مشاہیر اہل علم کی طرف سے جو رویہ اپنایا گیا اور گفتگو میں جو لب ولہجہ اختیار کیا گیا وہ بہت ہی تکلیف دہ اور خود ان کی شان سے فروتر تھا۔ اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے، حالانکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ کسی کی ذاتی حمایت ومخالفت سے بالاتر ہو کر نفس مسئلہ پر دلائل کے ساتھ گفتگو کی جائے۔ اس لئے تمام اہل علم سے ہماری گزارش ہے کہ وہ الفاظ کا انتخاب بہت احتیاط کے ساتھ فرمائیں اور کچھ مفید باتیں منظر عام پر لائیں۔ وجزاهم الله خیرا۔

فضیلۃ الشیخ صالح بن عبدالعزیز آل الشیخ حفظہ اللہ کے خطاب کے چند اقتباسات:

ذیل میں موضوع سے متعلق ایک اہم تقریر کے اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں۔ یہ تقریر شیخ صالح بن عبدالعزیز آل الشیخ کی ہے جو سعودی عرب میں وزیر برائے مذہبی امور رہ چکے ہیں اس تقریر کا عنوان تھا: ''الرقی و احکامها'' اور جہاں یہ تقریر ہوئی اس مجلس میں بطور سرپرست مفتی اعظم سعودی عرب علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ موجود تھے اور انھوں نے وزیر محترم کی اس تقریر پر اپنا جامع تبصرہ بھی کیا تھا، ہم نے وزیر موصوف کی تقریر میں سے چیدہ چیدہ اقتباسات لئے ہیں، اسی طرح شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے تبصرے میں سے بھی کچھ اہم باتیں نقل کی ہیں۔ ایک خاص بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ شیخ صالح نے رقیہ کو پیشہ بنانے کی مخالفت کی ہے اور اس کا دروازہ بند کر دینے پر زور دیا ہے مگر شیخ ابن باز رحمہ اللہ نے ان کی مخالفت کی نہ ان کی اس بات پر کوئی تبصرہ کیا ہے بلکہ انھوں نے اس کے وزن کو محسوس کرتے ہوئے اس پر خاموشی اختیار کی ہے جبکہ شیخ ابن باز کا طریقہ یہ تھا کہ وہ جس بات کے مخالف ہوتے تھے اس کا برملا اظہار فرماتے تھے۔

فرماتے ہیں: رقیہ کرنے والوں کی مخالفتیں: (یعنی اصولی یا

شرعی مخالفتیں) ان میں سب سے بڑی مخالفت تو یہ ہے کہ قرأت اور رقیہ (جھاڑ پھونک) کو پیشہ بنا کر اس کے لئے کامل طور پر فارغ ہو رہنا، اور یہ بات معلوم ہے کہ لوگوں کو تو رقیہ (جھاڑ پھونک) کی حاجت رہتی ہی ہے، مگر اسی کے لئے فارغ ہو رہنا نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے دور میں صحابہ کرام کا طریقہ نہیں رہا ہے، حالانکہ رقیہ کر دینے والے ان میں بھی موجود تھے مگر (اسی کا ہو رہنے والا کام) صحابہ اور تابعین کا طریقہ نہیں رہا ہے، یہ روش متاخر زمانوں میں شروع ہوئی ہے، سلف صالحین کا جو طریقہ رہا ہے، اور سنت جس پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائیوں کو نفع پہنچادے اس کے لئے چاہے کچھ معاوضہ بھی لے لے یا بلا معاوضہ ہی یہ کام کر دے، مگر اسی کے لئے فارغ ہو کر نہ بیٹھ جائے کہ بالکل ایسے ہی اس کو اپنا پیشہ بنا لے جیسے طبیب (علاج کے لئے) فارغ ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور اس کا یہ پہلو تو اس اعتبار سے ہے کہ حاجت اور ضرورت کے پائے جانے کے باوجود پہلے زمانے میں یہ صورت موجود نہیں تھی۔

اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہم نے دیکھا کہ جو لوگ اس کام کے لئے فارغ ہو کر بیٹھ گئے انھوں نے اپنی فراغت کی وجہ سے بہت سی ممنوع چیزوں کا ارتکاب شروع کر دیا، جو لوگ رقیہ ہی کے کام پر لگ جاتے ہیں ان کے یہاں آپ کو بہت سی مخالفتیں ملیں گی، کیونکہ ایسے لوگوں کو کچھ کاموں کے کرنے کی اور کچھ کو ترک کرنے کی حاجت پیش آنے لگتی ہے، انھوں نے بلا برہان کچھ چیزیں بھی فروخت کر دیں، کچھ لوگوں نے کیسٹوں کے ذریعہ رقیہ کیا، آوازوں کا ذریعہ اپنایا کہ رقیہ کرنے والا ایک کمرے میں پڑھ رہا ہوتا ہے اور دوسرے کمروں میں لوگوں کے کانوں میں ائیر فون لگے ہوتے ہیں، اسی طرح کی حرکتیں ہوتی ہیں جو وارد شدہ طریقے کی مخالف ہوتی ہیں، اسے سد ذریعہ کے طور پر بند کر دینا چاہیے؛ کیونکہ اس کی وجہ سے یہ لوگ مذموم چیزوں کی طرف جاسکتے ہیں، ان قراء کا توسع انہیں ناجائز امور کی طرف لے جاسکتا ہے، یا وہ ایسی باتوں کا ارتکاب کر سکتے ہیں جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی ہے۔

ان (رقیہ پڑھنے والے) قراء میں ایک مخالفت اور بھی پائی جاتی ہے اور یہ پہلے سے بھی زیادہ سنگین ہے، اور وہ یہ ہے کہ ان میں سے بعض لوگ اپنے قرین (ساتھی) جن سے کام لیتے ہیں، اور وہ لوگ اس ضمن میں ایک شبہ بھی لاتے ہیں جو ان میں سے کچھ لوگوں میں چل بھی پڑا ہے کہ وہ کہتے ہیں: ہم تو مسلمان جن سے یا اپنے مسلمان قرین سے مدد لیتے ہیں، میں تو حاضری کے وقت مسلم جنوں یا اپنے قرین سے مرقی (یعنی مریض) کے حالات جاننے کے لئے مدد لیتا ہوں کہ آیا اسے نظر لگی ہے؟ یا جادو ہے؟ یا اس کے اندر ایسا اور ویسا ہے؟

جبکہ جنوں سے مدد لینا اصولی اعتبار سے ممنوع ہے، بعض علماء نے صرف اس کی اجازت دی ہے کہ کبھی ۔یعنی نادر طور پر۔ اگر جن نے کسی مسلم کو اپنے ایمان کے متعلق بتادیا تو وہ ایسا کر سکتا ہے؛ مگر یہ نہ تو نبی ﷺ کا طریقہ تھا نہ ان کے صحابہ کا؛ بلکہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ وغیرہ فرماتے ہیں: جنوں سے متعلق نبی ﷺ کی دو حالتیں ہیں:

اول: یہ کہ وہ انہیں حکم دیتے ہیں اور روکتے ہیں؛ توحید کا حکم دیتے ہیں اور اس کی ضد (یعنی شرک) سے روکتے ہیں؛ کیونکہ وہ بھی مکلف ہیں اور امر ونہی کے معاملے میں وہ بھی دوسروں کی طرح ہیں۔

اور دوسری: جنوں کے ساتھ یعنی جن شیطانوں کے ساتھ یہ ہے کہ وہ ان کے شر سے اللہ جل وعلا کی پناہ مانگتے ہیں، اور ان کے شرور (برائیوں اور اذیتوں) کو دور رکھنے کے لئے محمود ومشروع رقیوں (یعنی دعاؤں اور استعاذوں) کے ذریعہ رقیہ کرتے ہیں۔

مگر جن سے استعانت (یعنی مدد مانگنا) ۔گو وہ حاضر ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ تھا نہ ان کے صحابہ کا۔ اور علماء میں سے جس نے اس کی اجازت دی ہے وہ بس یوں ہے کہ جب وہ کسی متعین حالت میں پیش ہو، اور اسے رقیہ کی حالت میں نہیں ہونا چاہیے۔

لہٰذا جنوں سے استعانت (مدد مانگنے) کو ترک کردینا واجب ٹھہرا، کیونکہ یہ اللہ جل وعلا کے ساتھ شرک اور شر کے وسائل میں سے ایک وسیلہ ہے۔

پھر یہ بھی ہوا کہ جن لوگوں نے جنوں سے مدد لی نتیجے میں انھوں نے مصیبتیں ڈال دیں، فرقت پیدا کردی، جنھیں یہ مسلم جن سمجھتے رہے ان کی خبروں سے دلوں میں کینے پیدا ہو گئے، وہ انہیں بتاتے ہیں کہ اس شخص کو نظر لگی ہے اور یہ نظر اس کی دوسری بیوی نے لگائی ہے، ایک لڑکی کی طرف سے ہے، یا جادو ہے، یا ایسا ہے اور وہ فلاں سے ہے، اور وہ اس جن کی بتائی ہوئی خبریں لوگوں کو بتاتا ہے، جبکہ جن کی خبروں کی قبولیت اس بات پر موقوف ہے کہ وہ عادل ہے، ثقہ ہے، اور جن اگر کسی انسان کا قرین بھی ہو اور اس کے ساتھ حاضر بھی ہو تو اس کی عدالت معلوم نہیں ہوسکتی ہے، جن کی عدالت کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوسکتا ہے کہ وہ عادل ہے یا غیر عادل، اسی لئے علمائے حدیث نے اصطلاح کی کتابوں میں لکھا ہے کہ جن کی روایت مسلمان جنوں کی روایت ضعیف ہوتی ہے، کیونکہ روایت کی صحت عدالت کی معرفت اور ثقاہت کی معرفت پر موقوف ہوتی ہے، اور یہاں اس کے حصول کا کوئی ذریعہ نہیں ہے، تب بھلا وہ اس دعوے کے ساتھ کہ جن مسلمان ہے اس کی بتائی خبریں کیوں بیان کرتا ہے وہ کیوں یہ کہتا ہے کہ جن نے مجھے بتایا کہ اس پر فلاں عورت کی طرف سے جادو کیا گیا ہے، اس خاتون پر جادو ہے اور یہ جادو اس کے شوہر کی دوسری بیوی نے ۔اس کی سوکن نے ۔کیا ہے، یا اس کے باپ کی بیوی نے کیا ہے، یا اس کی پھوپھی نے کیا ہے، وہ یہ باتیں بتاتا ہے اور نتیجے میں کینہ پیدا ہو جاتا ہے، رشتہ داری ٹوٹ جاتی ہے وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ کبھی یہ کہتا ہے کہ یہ بلا تمہارے شوہر کی طرف سے ہے، تمہارے شوہر نے یہ سب کچھ کیا تھا، اور اس پر اعتماد کرنا ناجائز ہے، جن سے مدد لینا جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک اور مومنوں میں پیدا ہونے والی فرقت کو روکنے کا یہی ذریعہ ہے۔ راقیوں (جھاڑ پھونک کرنے والوں) کی مخالفتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ رقیہ کے متعلق مشروع امور کے سلسلے میں تساہل برتنے لگتے ہیں، اور لوگوں کی کثرت اور وقت کی قلت کے پیش نظر وہ اپنے رقیوں میں ایسے قسم قسم کے وسیلے استعمال کرنے لگے ہیں جو مشروع وسیلے کے مخالف ہیں؛ مثلاً: بعض لوگ مہریں بنوالیتے ہیں جن میں آیت ثبت ہوتی ہے، پھر ان میں زعفران کی روشنائی استعمال کی جاتی ہے کہ انہیں زعفران لگا کر کاغذ پر مہر کی جاتی ہے، میں نے ایک بڑی مہر اس کام کے لئے دیکھی ہے، جس سے کاغذ پر مہر لگائی جاتی ہے، اور یہ لازم ہے کہ مہر لگانے کے لئے اسے کاغذ پر مارا جائے، جبکہ اس میں قرآن کی آیت ہوتی ہے اور یہ قرآن کی بے حرمتی ہے، کیونکہ وہ پہلے قرآن کی آیت کو زعفران پر مارتے ہیں پھر کاغذ پر مار کر مہر لگاتے ہیں، اور یہ ایک مخالفت ہے؛ کیونکہ اس میں قرآن کی توہین ہے، اور قرآن کی توہین حرام ہے۔

ان کا ایک طریقہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ (قرأتوں میں تقسیم کرکے) کہتے ہیں: یہ معمولی قرأت ہے، یہ توجہ والی قرأت ہے، اور یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شاہی قرأت ہے، آخر کیسے؟ کہتے ہیں: اس میں میں نے یہاں سے یہاں تک پڑھا ہے، یہ سب لوگوں کا مال باطل کے ساتھ کھانے کے وسائل میں سے ایک وسیلہ ہے، خلاف اصل ہے، اور اصل یہ ہے کہ بلا تفریق مشروع قرأت کی جائے، یہ نہ کہیں کہ یہ معمولی قرأت ہے پچاس ریال

کی، اور ممتاز قرأت دوسو ریال کی ہے، جبکہ شاہی قرأت ہزار ریال والی ہے، اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے، کیونکہ اول تو یہ کام منکر چیزوں کی طرف لے جاتا ہے، پھر یہ نصوص سنت میں وارد امور۔یعنی اصل رقیہ کے متعلق وارد امور۔ کے مخالف ہے، لہٰذا اس کام سے بچنا چاہئے اور اس کی مخالفت کرنی چاہیے، اور رقیہ کرنے والے آدمی کو ایک سچا مخلص انسان ہونا چاہئے، جو صرف مشروع طریقے پر انحصار کرتا ہو اور غیر مشروع طریقے کو ترک کردیتا ہو، اور اس بات سے بھی چوکنا اور ہشیار رہنا چاہئے کہ کہیں شیطان اسے لغزش میں نہ ڈال دے۔

یہ ان لوگوں کی بعض مخالفتیں ہیں جو (شرعی) رقیہ کرتے ہیں۔

مگر دوسری طرف کچھ بڑی بڑی اور بھاری شرکیہ مخالفتیں بھی ہیں جن کا ارتکاب جادوگر، شعبدہ باز اور باطل کے ساتھ علاج کرنے والے کیا کرتے ہیں، وہ آپ کے پاس شرکیہ منتر لے کر آتے ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا، وہ کچھ اوراق دیتے ہیں جن میں شیطانوں کے نام ہوتے ہیں، یا ان میں غیر معروف نام ہوتے ہیں، یا اسی طرح کی اور چیزیں ہوتی ہیں، خبردار خبردار اس سے ہشیار رہیں؛ کیونکہ یہ اللہ جل وعلا کے ساتھ شرک ہے، اور کبھی کبھی اس کے ساتھ۔العیاذ باللہ۔ اللہ جل جلالہ کے سوا اوروں کے لئے جانور ذبح کرنے کے لئے کہا جاتا ہے جس کی وجہ سے آدمی اللہ کے دین سے نکل جاتا ہے؛ کیونکہ یہ شرک اکبر ہے، عبادت کا کام ہے جسے صرف اللہ جل جلالہ کے لئے ہونا چاہئے، یا یہ رقیہ کرنے والا۔العیاذ باللہ۔ اسے کچھ شرکیہ کام کرنے کا حکم دیتا ہے، یا کفر کے کام کرتا ہے مثلاً قرآن شریف کی توہین کراتا ہے، اور ایسے ہی کام لیتا ہے جو اللہ جَلّ جَلَالَہُ کے ساتھ کفر ہوتا ہے۔

اسی لئے تمام لوگوں پر واجب ہوجاتا ہے کہ وہ نیکی اور تقوی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کریں، انکار منکر کے لئے مل جل کر کام کریں۔جس کے متعلق یہ معلوم ہوجائے کہ وہ اپنی قرأت میں یا رقیہ (جھاڑ پھونک) میں غیر شرعی طریقے شرک، شعبدے بازی اور دجل وفریب اپناتا ہے اس کی باتیں (ذمہ دار لوگوں) تک پہنچادینا واجب ہے، آپ اس وقت تک بری الذمہ نہیں ہوسکتے ہیں جب تک اس کے متعلق خبر نہ دے دیں، کیونکہ یہ لوگ زمین میں فساد مچانے والے ہیں جبکہ اللہ جل وعلا نے زمین کی اصلاح کا حکم دیا ہے اور اس میں فساد پھیلانے سے روکا ہے، فریضۂ تعاون کا تقاضا یہ ہے کہ اگر آپ کو یہ بات معلوم ہوجائے یا آپ اسے دیکھ لیں تو پھر لازم ہے کہ چپ نہ بیٹھیں، بلکہ اس بات کا پہنچادینا آپ پر واجب ہوجاتا ہے، آپ اس کی بات کہاں پہنچائینگے؟ متعلقہ اداروں تک پہنچائیں گے، ھیئۃ (الامر بالمعروف ونھی عن المنکر) تک، یا پھر امارت تک، یا قاضی شہر تک، یا عدالت تک یا اسی طرح کے ذمہ دار اداروں تک جس سے آپ کی ذمہ داری ادا ہوجائے اور آپ بری الذمہ ہوجائیں یا کچھ اہل علم تک پہنچادیں جنھیں آپ جانتے ہیں اور اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہولیں، سکوت قطعی جائز نہیں ہے۔ یہ چند باتیں تھیں جو اس لیکچر کے موضوع کے متعلق تعمق کے بغیر قریب سے آپ کی بصیرت کو روشن کرنے والی ہیں، موضوع ہے: رقیے اور ان کے احکامات۔

تمام لوگوں کے لئے اس موضوع کا اہتمام لازم ہے، اور یہ بھی کہ وہ اپنے دین میں فہم حاصل کریں کیونکہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔

اپنے گھر کی عورتوں اور جاہلوں کے متعلق چوکنا اور ہشیار رہیں کہ وہ کہیں ایسے قاریوں یا رقیہ کرنے والوں کے پاس نہ جائیں جنھیں اچھی طرح جانتے نہ ہوں اور ان کی عدالت وثقاہت، امانت اور رقیہ کا درست اور بہتر استعمال معلوم نہ ہو۔

سب لوگوں پر وسائل شرک سے آگاہی اور ان سے پرہیز لازم ہے، سنت کی پابندی اور اس میں پائی جانے والی رہنمائی اور وضاحتوں کا اہتمام ناگزیر ہے، کیونکہ ہر خیر سنت محمد علیہ الصلاۃ والسلام کی اتباع میں ہے، اس لئے کہ انھوں نے ہر خیر کی رہنمائی فرمادی ہے کچھ باقی نہیں چھوڑا ہے اور ہر شر سے ہمیں آگاہ کردیا ہے اور اس سے دور رہنے کی تلقین کردی ہے، چنانچہ انھوں نے ہمیں مشروع رقیہ کا طریقہ بھی بتادیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ رقیہ قرآن سے ہو یا آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام نے جن معروف دعاؤں کی طرف رہنمائی فرمائی ہے ان سے ہو، اسی طرح انھوں نے ہمیں شرکیہ رقیوں (دعاؤں اور منتروں) کے شر سے اور انہیں جیسی چیزوں سے جو ان کی طرف لے جانے والی ہوں روک دیا ہے۔ اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے ہمیں ہر خیر کی ترغیب دی ہے۔

شیخ کے محاضرے میں اور بھی بہت سی اہم باتیں موجود ہیں جن کا ذکر فائدے سے خالی نہیں اس لئے ان میں سے کچھ اہم نکات پیش کئے جارہے ہیں:

فرماتے ہیں: ایک مسلمان کے لئے رقیہ کے متعلق علم رکھنے کی اہمیت اس سے اور بڑھ جاتی ہے کہ رقیوں میں مشروع وممنوع کے درمیان خلط ملط واقع ہوچکا ہے، شرعی رقیوں (جھاڑ پھونک اور دعاؤں) میں بدعی رقیوں (یعنی شرعی اعتبار سے بدعت اور ناجائز رقیوں) کی آمیزش ہوچکی ہے؛ بلکہ شرکیہ رقیے بھی اس میں داخل ہوچکے ہیں... لہٰذا شرعی رقیوں اور ممنوع رقیوں کے متعلق آپ کو بصیرت حاصل رہے یہ بہت اہم بات ہے کیونکہ اسی سے مشروع اور شرک اور وسائل شرک کے درمیان فرق ظاہر ہوگا۔

اور بہت سے لوگ اس جھانسے میں آجاتے ہیں کہ رقیہ کرنے والا نیک آدمی ہے، یا دوا کرنے والے کی ظاہری نیکی کی وجہ سے وہ پھنس جاتے ہیں، چنانچہ جب وہ ان کے لئے کچھ چیزیں تجویز کرتا ہے، یا اذکار بتاتا ہے، یا اوراد متعین کرتا ہے یا اسی طرح کی چیزیں بتاتا ہے تو وہ اپنی ان تجویزوں میں اس کے ساتھ خیانت سے کام لیتا ہے اور اسے غیر مشروع چیزوں کی طرف پھیر دیتا ہے، اور اس کی رہنمائی کسی ایسے کام کی طرف کرتا ہے جس میں بدعت ہوتی ہے یا شرک ہوتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

اس لئے آپ پر واجب ہے کہ آپ اس وقت تک کوئی رقیہ استعمال نہ کریں جب تک یہ معلوم نہ ہوجائے کہ یہ مشروع ہے؛ کیونکہ اصل اس میں منع (ممانعت) ہے اور صرف وہی اس ممانعت سے باہر ہے جو (شرعی طور پر) جائز ہے، اور اس کی کچھ شرطیں ہیں جن کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

اس موضوع کی اہمیت اس سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ بلاد اسلام میں بہت سے وسائل شرک ان خود ساختہ معالجوں اور دواؤں اور قرآن کے ذریعہ علاج کرنے والوں کے ذریعہ ہی پھیلے ہیں، ان میں کچھ شعبدہ باز اور جادوگر بھی ہوتے ہیں جو -العیاذ باللہ- جن اور جنوں کے شیطانوں سے کام لیتے ہیں۔

ابن بشر نے تاریخ نجد کے شروع میں بیان فرمایا ہے کہ نجد میں شرک کے پھیلنے کا ایک سبب خود ساختہ معالجین اور دوائیں کرنے والوں کا ورود بھی ہے جو اہل بادیہ میں سے ہوتے تھے اور پھلوں کی پیداوار کے زمانے میں دیہاتوں میں آجایا کرتے تھے، تب لوگوں کو ان کی ضرورت ہونے لگتی تھی، یا تو جھاڑ پھونک کرانے کے لئے یا دواؤں کے لئے، پھر ان لوگوں نے انہیں شرک کرنے کا حکم دیا اور غیر مشروع کاموں کی تلقین کی، اس طرح -ابن بشر رحمہ اللہ کے مطابق- ان جاہلوں کے ذریعہ یا شعبدہ بازوں اور جادوگروں کے ذریعہ بہت کچھ شرک وفساد پھیل گیا، اور اس میں کوئی تعجب کی بات بھی نہیں ہے کیونکہ طبیعتیں اس بات کی شدید خواہاں ہوتی ہیں کہ انہیں لاحق تکلیفیں دور ہوجائیں،

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ان کا کام مشروع طریقے پر بنے یا غیر مشروع طریقے پر۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ جل وعلا نے اپنے رسول پر جو باتیں نازل فرمائی ہیں ان کے حدود کا علم امور عقیدہ اور امور احکام سب میں مطلوب ہے۔

اور یہ موضوع توحید اور عقیدے سے جڑا ہوا ہے، لہٰذا اس کے متعلق علم حاصل کرنے کا اہتمام ہر مسلمان کو کرنا چاہئے اور اس کے متعلق اللہ جل وعلا کے حکم کی معرفت ضرور حاصل کرنی چاہئے...

آگے ایک جگہ فرماتے ہیں: جو چیزیں اس میں یعنی ممنوع رقیوں میں داخل ہوتی ہیں ان میں بدعتی رقیے بھی ہوتے ہیں یا وہ رقیے ہوتے ہیں جن میں حد سے تجاوز پایا جاتا ہے، مثلاً ایک شخص رقیہ تالیف کرتا ہے، یا کوئی شخص رقیہ میں اجتہاد کرتا ہے جس میں حد سے تجاوز پایا جاتا ہے جیسا کہ یہ ایک رقیہ ہے جو بعض علماء کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ: میں نے حاسد کی نظر خود اس کی طرف اور اس کے نزدیک سب سے عزیز شخص کی یا اس کے نزدیک سب سے محبوب آدمی کی طرف پلٹ دی۔ نظر لگانے والے نے زیادتی کی؛ مگر اس کے محبوب ترین لوگوں: اس کے والد، یا اس کی والدہ، یا اس کے رشتہ دار یا اس کے لڑکے نے زیادتی نہیں کی، پھر نظر ایسوں کی طرف کیوں لوٹائی جائے جنھوں نے زیادتی نہیں کی ہے؟ اس پکار میں گناہ ہے، کیونکہ اس کے اندر دعا میں حد سے تجاوز پایا جاتا ہے، لہٰذا یہ بدعتی دعاؤں یا رقیوں میں سے ہے، اگرچہ اس کا ذکر زاد المعاد میں ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی ایک گفتگو کے درمیان فرمایا ہے۔

لہٰذا اس تفصیل سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ رقیوں میں اصل ممانعت ہے بجز ان کے جو جائز ہیں (یعنی شرعی اعتبار سے جائز ہیں)

فیضی عرض کرتا ہے کہ یہ سلفی حس ہے کہ سب کی باتیں قرآن وسنت اور ان سے مستنبط و ماخوذ اصولوں پر پیش کی جائیں پھر جن کی باتیں مذکورہ اصولوں پر کھری اتریں انہیں قبول کرلیا جائے ورنہ قائل چاہیے شیخ الاسلام ابن تیمیہ، علامہ ابن قیم، مفتی اعظم شیخ ابن باز یا اور بھی کوئی چھوٹی بڑی شخصیتیں ہوں ان کی باتوں کو بصد ادب واحترام رد کردیا جائے۔

ایک حقیقت شیخ کے کلام میں یہ بھی واضح ہوئی کہ رقیہ کا معاملہ عادات سے یا ان دنیاوی منفعت کی چیزوں سے نہیں ہے جن میں اصل جواز ہوتا ہے بلکہ اس کا تعلق ان شرعی امور سے ہے جس میں اصل ممانعت ہوتی ہے اور اس سے متعلق صرف وہی چیزیں جائز ہوتی ہیں جو دلائل سے ثابت ہوں۔

شیخ آگے فرماتے ہیں: اس سے آپ کی رہنمائی اس بات کی طرف ہوتی ہے کہ چھان بین آپ پر واجب ہے، اور ایسا نہیں ہے کہ رقیہ آپ کسی بھی شخص سے قبول کرلیں، اور جس کسی کے متعلق کہہ دیا جائے کہ یہ راقی ہے بس اس کے پاس بھاگے چلے جائیں، کیونکہ یہ علم وہدایت کی بات نہیں رہی ہے، جب آپ کے سامنے کوئی رقیہ آئے، یا کسی چیز کی طرف آپ کی رہنمائی کی جائے، یا وہ کتاب وسنت سے نہ ہو تو اسے کسی اہل علم کے سامنے پیش کریں وہ آپ کو بتادیں گے کہ یہ جائز ہے یا نہیں...

آگے ایک جگہ فرماتے ہیں: راقی کی صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جس پر رقیہ کررہا ہو اسے اللہ سے جوڑے، مریض کو اپنی ذات سے نہ وابستہ کرے، اور اپنے آپ پر عظمت کا رنگ چڑھا کر نہ پیش کرے، یہ نہ ظاہر کرے کہ لوگ اس کے رقیہ سے فائدہ اٹھا رہے ہیں، اور بہت ساری کہانیاں لے آئے کہ میں نے فلاں مرض سے شفا دیا، میں نے پڑھا اور کینسر سے شفا ہوگئی، میں نے فلاں پر پڑھا اور فلاں مرض سے اسے چھٹکارا دلایا، جن پر رقیہ پڑھتا ہے ان کے سامنے خود کو بڑا بنا کر پیش نہ کرے، اچھے راقی کی ایک خوبی یہ ہوتی ہے کہ وہ

خشوع وخضوع کا حامل ہوتا ہے اللہ جل وعلا کے سامنے خود کو جھکائے رکھتا ہے، اسے خود پسند اور اپنی بڑائی ظاہر کرنے والا نہیں ہونا چاہیے، اللہ عزوجل نے اسے جو صلاحیت عطا فرمائی ہے اس سے لوگوں کو فائدہ پہنچادے اور اپنی بڑائی کا اظہار نہ کرے، لوگوں کو خود سے نہ جوڑے، بلکہ لوگوں کو ان مشروع اذکار اوراد کے ساتھ وابستہ کردے جو سنت میں ثابت ہوں، اور ایسا ہی کام کرے، انہیں بھلائی کی ترغیب دے اور برائی سے روکے، اور ان کے لئے اسباب خیر کا راستہ کھول دے، جبکہ حقیقت میں ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ بہت سے لوگ بالخصوص جاہل عوام اور خواتین راقیوں کے ساتھ خود کو وابستہ کرلیتی ہیں اور اسی کی حیثیت پر اعتماد کرلیتی ہیں، راقی کہتا ہے: میں نے فلاں کو ایسے دم کردیا جبکہ ممکن ہے اس نے ایک لفظ بھی نہ پڑھا ہو، یا بہت معمولی پڑھا ہو، یوں ہی کیا ہو، مطلب یہ کہ اس نے کچھ زیادہ کوشش نہیں کی، درست طریقے کی جستجو نہیں کی نفع بخش آیتیں وغیرہ نہیں پڑھیں، بس نام کردیا، یہ اچھی بات نہیں ہے، اور راقی کو یہ چاہیے کہ وہ لوگوں کو یہ سمجھائے کہ نفع دینے والا تو اللہ ہی ہے، میں تو بس ایک صاحب سبب ہوں اور رقیہ بھی ایک سبب ہی ہے، انہیں اچھے اچھے اوراد سکھائے، خیر بتائے اور شر سے روکے۔

اچھے راقی کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ خود کو لغزشوں اور فتنوں کے حالات اور مواقع سے دور اور محفوظ رکھے، بالخصوص عورتوں پر رقیہ پڑھنے کے سلسلے میں احتیاط برتے کیونکہ ممکن ہے رقیہ کے نام پر عورت کے ساتھ خلوت کی وجہ سے شیطان کو انسان پر داخلے کا راستہ مل جائے، یا جب وہ کسی خاتون پر ہاتھ رکھے یا ایسا ہی کوئی اور کام کرے جو شرعی طور پر ممنوع ہے تب شیطان کو اس پر راہ مل جائے۔

لہٰذا جھاڑ پھونک کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ شیطانی وسائل اور فتنے کی راہوں سے بچتا رہے ورنہ ممکن ہے -العیاذ باللہ- کہ دینی فتنے ہی کا شکار ہوجائے، اور کچھ رقیہ پیشہ لوگوں کے ساتھ ایسا ہو بھی چکا ہے۔

سب کے شیخ عزت مآب علامہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کا تبصرہ....

ہم سب نے یہ گرانقدر تقریر سنی جو صاحب فضیلت جناب شیخ صالح بن عبدالعزیز بن ابراہیم آل شیخ جزاہ اللہ خیراً وضاعف مثوبتہ نے پیش فرمائی ہے۔

اپنے موضوع پر یہ ایک گرانقدر تقریر ہے جو لائق توجہ واہتمام ہے.... تمام لوگوں کو میری پختہ نصیحت ہے کہ آپ لوگوں نے رقیہ کے سلسلے میں جو فائدے اور ارشادات سماعت فرمائے ہیں ان پر عمل پیرا ہوں، بہت سے راقیوں (جھاڑ پھونک کرنے والوں) کے پاس رقیہ کے متعلق بصیرت نہیں ہوتی ہے، اور ان میں سے بہتوں سے کچھ ایسے کام ہوجاتے ہیں جو نامناسب ہوتے ہیں، ایک مومن کو چاہئے کہ جب اسے رقیہ مطلوب ہو تو وہ خیر کے ساتھ مصروف لوگوں، استقامت کے ساتھ معروف لوگوں اور علم کے ساتھ معروف لوگوں کی جستجو کرے تاکہ مخالف شرع امور میں نہ جا پڑے.... لہٰذا راقی (جھاڑ پھونک کرنے والے) اور مرقی (جس کا رقیہ کیا جارہا ہو) دونوں کو چاہیے کہ وہ بھروسہ اللہ ہی پر رکھیں اور اپنا تعلق اللہ سے جوڑیں اور اس بات پر ایمان رکھیں کہ نقصان اور نفع، دینا اور روکنا، اور شفاء اور عافیت اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اور دل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ جڑے رہیں اور اس سے مطمئن رہیں، راقی اور مرقی (جس پر رقیہ کیا جارہا ہو) دونوں اس بات کا یقین رکھیں کہ شفاء اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور اپنی امیدیں اللہ ہی سے وابستہ رکھیں، اور اللہ سے دعا کریں کہ اسباب نفع بخش ہوجائیں خواہ وہ اسباب رقیہ کی شکل میں یا داغنا ہو یا دیگر دواؤں کے ذریعہ علاج ہو..... اور جیسا کہ آپ

نے سنا رقیہ کی تین شرطیں ہیں:

اول: یہ کہ رقیہ قرآن سے ہو، یا احادیث میں وارد دعاؤں سے ہو، یا مباح دعاؤں اور واضح ومباح چیزوں سے ہو، مگر یہ کہ وہ مجہول ناموں یا مجہول چیزوں کے ذریعہ ہو یا (ملی جلی چیزوں کے ذریعہ ہو) یا غیر اللہ سے تعلق جوڑ کر کیا جائے، یا جنوں کے توسل سے ہو تو یہ سب کام ممنوع ہیں، اس معاملے میں لازم ہے کہ رقیہ واضح چیزوں کے ساتھ ہو، وہ آیات ہوں، احادیث ہوں یا ایسی واضح اور مباح چیزیں ہوں جن میں کوئی مضائقہ نہیں ہوتا۔

دوم: شریعت کی مخالف چیزوں یا مجہول ناموں کے ذریعہ رقیہ جائز نہیں ہے۔

سوم: اس سلسلے میں ہمارا اعتقاد یہ ہونا چاہئے کہ رقیہ بس ایک سبب ہے اور شفا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے اور اللہ جل وعلا ہی شفا دیتا ہے، یہ سب بس اسباب ہیں۔

اور جس بات کی تنبیہ ہونی چاہئے -جیسا کہ فضیلۃ الشیخ صالح نے بھی اس کی تنبیہ فرمائی ہے- وہ یہ ہے کہ جنوں سے کچھ پوچھنے اور سوال کرنے سے دور رہیں، اور ان کی باتوں پر اعتماد نہ کریں، وہ کہتا ہے: اس کی بہن نے اس پر جادو کر دیا ہے، یا اس کی سالی نے یا اس کی ماں نے یا فلانہ نے یا فلاں نے۔ یہ سب باطل ہے، یہ سب جھوٹ ہے، اس پر اعتماد کرنا جائز نہیں، راقی کے لئے ان سے سوال کرنا اور ان کی باتوں پر اعتماد کرنا جائز نہیں: کیونکہ ان میں جھوٹے بھی ہوتے ہیں، مجہول بھی ہوتے ہیں، فاسق اور کافر بھی ہوتے ہیں، اس لئے نہ اس پر اعتماد جائز ہے نہ ان سے پوچھنا جائز ہے، بس اس کا رقیہ کر دیں، اور اگر اس کے اندر جن ظاہر ہو تو بس اس سے نصیحت ہی کی بات کرے، اسے سمجھائے اور انسان کے اندر باقی رہنے سے ڈرائے کہ یہ ظلم ہے، اور جائز نہیں ہے، اس پر اس کے اندر سے نکل جانا واجب ہے، اور اسے اللہ سے ڈرنا چاہیے، اگر مسلم ہو تو اللہ کو نگاہ میں رکھے اور ظلم کے انجام سے ڈرے۔

مگر یہ کہ اس بارے میں اس کی تصدیق کرے کہ میں فلاں کے سبب سے اس کے اندر داخل ہوا یا فلانہ نے کیا اور فلانہ نے کیا، تیری بہن نے، تیری ماں نے، یا تیری بھابھی نے یا تیرے پڑوسی نے یا فلاں نے، ان سب سے بچنا واجب ہے، اور ان جھوٹے جنوں کی تکذیب نہ کرے۔ بلکہ راقی انہیں وعظ ونصیحت کرے، انہیں نکل جانے کا حکم دے، اور یہ بتائے کہ وہ ظلم کر رہے ہیں، اگر مسلم ہو تو اللہ سے ڈرو اپنے بھائی پر ظلم نہ کرو اور اگر غیر مسلم ہو تو بھی ظلم سے بچنا واجب ہے، کیونکہ اس کا انجام بھیانک ہوتا ہے، اس طرح وہ ایک مسلم کے اندر باقی رہنے سے اسے ڈرائے، اور یہ بتائے کہ یہ ظلم ہے جس سے گریز واجب ہے۔

بہرحال راقیوں پر واجب ہے کہ وہ اللہ سے ڈریں، اور اسے نگاہ میں رکھیں، قرآنی آیات، نبوی دعاؤں اور مباح دعاؤں سے ہی رقیہ کریں، اور جن اسباب کو اللہ نے حرام کر دیا ہے ان حرام کردہ اسباب سے بچیں اور دور رہیں، جھوٹ بولنے سے پرہیز کریں، جن کی تصدیق، یا اس سے سوال کرنے یا جنوں پر اعتماد کرنے سے گریز کریں...(دیکھئے: الرقی واحکاملها لصالح بن عبدالعزیز آل الشیخ... شبكة السحاب السلفيه اور دیگر مواقع)

فتح الرحمان في بيان هجر القرآن کے مولفین ابوانس محمد بن فتحی آل عبدالعزیز اور ابوعبدالرحمان محمود بن محمد الملاح نے اپنی اس کتاب میں رقیہ کے متعلق ایک خاص عنوان: بدع وأخطاء المعالجين قائم کیا ہے جس کے تحت انہوں نے بہت سی بدعتوں اور مخالفتوں کا ذکر کیا ہے اور مفید نکتے بیان کئے ہیں جو ان شاء اللہ ہمارے قارئین کے علم وبصیرت میں اضافے

کا باعث ہوں گے اس لئے ہم قدرے اختصار کے ساتھ پوری بحث کو یہاں پیش کر رہے ہیں:

معالجین (رقیہ کرنے والوں) کی کچھ بدعتیں اور خطائیں

علاج کے کام میں کچھ ایسے نوجوان داخل ہوگئے ہیں جو استقامت میں کمزور ہیں اور (علمی ودینی اعتبار سے) اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہوسکے ہیں، فقہ میں بھی ان کا علم ناپختہ ہے، مگر انھوں نے اپنے گمان میں خود کو احمد بن حنبل اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی طرح سمجھ کر قرآنی علاج کا بیڑا اٹھالیا ہے، جبکہ ابھی انھوں نے حفظ قرآن بھی مکمل نہیں کیا ہے، بلکہ دیگر دینی امور تو ایک طرف رہے انہیں نواقض وضو (وضو کو توڑ دینی والی چیزوں) یا ارکان صلاۃ، یا صحت صلاۃ کی شرطوں کا بھی پتہ نہیں ہے، بس ان کی صلاحیتوں کی انتہا یہ ہے کہ انھوں نے رقیہ یاد کرلیا ہے یا ایک یا دو کتابیں پڑھ لی ہیں اور اسی پر علاج کرنے لگے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ محظورات (شرعی اعتبار سے نادرست وممنوع چیزوں) کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں اور انہیں -اپنی جہالت کی وجہ سے- ان چیزوں کا پتہ بھی نہیں چل پاتا ہے، لہٰذا ان کے علاج میں بدعتیں پھیل چکی ہیں اور خرافات کی کثرت ہوگئی ہے، اور اس کے دو اسباب ہیں:

اول: دینی امور کے متعلق معالج (رقیہ کرنے والے کی جہالت)

دوم: جنات کی بتائی ہوئی تمام باتوں کی تصدیق کرنا؛ کیونکہ بسا اوقات جن معالج کو کچھ نصیحتیں کرتا ہے اور بطور مثال کہتا ہے کہ: فلاں حالت کے لئے فلاں فلاں آیتیں پڑھو، یا قرآن کو کسی خاص طریقے پر لکھو پھر ایسا کرو اور ویسا کرو، اور یہ معالج جن کی نصیحت پر عمل پیرا ہوجاتا ہے، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے بہت سے لوگ محظورات (شرعی مخالفتوں) کا شکار ہوجاتے ہیں۔ (وقاية الانسان من الجن والشيطان ص (۹) مطبوعه مكتبة الصحابة طبع دهم)

ان مخالفتوں اور محظورات میں سے کچھ امور حسب ذیل ہیں:

اول: جنوں کے ساتھ گفتگو اور ان کی تصدیق:

جنوں کے ساتھ گفتگو اور ان سے بہت سارے سوالوں کا رواج بہت بڑھ گیا ہے۔ مثلاً لوگ جن سے یہ پوچھتے ہیں کہ: اس کا نام کیا ہے؟ عمر کیا ہے؟ مذہب کیا ہے؟ اور اس کی (ان باتوں میں) تصدیق بھی کرتے ہیں؛ اس کی وجہ سے بہت سے مفاسد اور مخالفتوں کا ارتکاب ہونے لگا ہے، اور یہ لوگ یہ بات فراموش کرچکے ہیں کہ جن حصول علم کا مصدر (سرچشمہ) نہیں ہیں، کیونکہ جنوں میں جھوٹ غالب ہوتا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: ”صدقک وهو كذوب“ اس نے تم سے سچ کہا ہے جبکہ خود وہ جھوٹا ہے، مزید برآں ایسے حالات میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو طریقہ تھا یہ عمل اس کے خلاف ہے۔

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”پہلے گزشتہ ایام میں مصروعین (دماغی خلل کا شکار لوگوں یا آسیب زدوں) پر قراءت (رقیہ پڑھنے) کا کام بہت تھوڑے سے لوگ کیا کرتے تھے جو نیک لوگ ہوا کرتے تھے، مگر آج وہ سیکڑوں کی تعداد میں ہیں، ان میں کچھ بے پردہ خواتین بھی ہیں، لہٰذا ہو یہ رہا ہے کہ جو کام -عادتاً اطباء ہی انجام دیا کرتے تھے- وہ ایک شرعی وسیلے کی حیثیت سے تجاوز کر کے ایسے امور اور وسائل کی طرف چلا گیا ہے جو بیک وقت شرع اور طب دونوں کے نزدیک غیر معروف ہیں، لہٰذا میرے نزدیک ان کا شمار ایک طرح کے دجل (فریب اور فراڈ) اور ان وسوسوں میں ہوتا ہے جنھیں انسان کا دشمن شیطان ان کے دلوں میں ڈالتا ہے (وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ

وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ۚ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ)(الانعام:۱۱۲)اوراسی طرح ہم نے ہر نبی کے دشمن بہت سے شیطان پیدا کئے تھے کچھ آدمی اور کچھ جن میں سے بعض بعضوں کو چکنی چپڑی باتوں کا وسوسہ ڈالتے رہتے تھے تاکہ ان کو دھوکہ میں ڈال دیں اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسے کام نہ کرسکتے سوان لوگوں کو اور جو کچھ یہ افتراپردازی کررہے ہیں اس کو آپ رہنے دیجئے۔ اور یہ جنوں سے ایک طرح کا استعاذہ (جنوں کی پناہ طلب کرنا) ہی ہے جو جاہلیت کے زمانے کے مشرکین کیا کرتے تھے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ: (وَأَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعُوذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا)(الجن:۶) بات یہ ہے کہ چند انسان بعض جنات سے پناہ طلب کیا کرتے تھے جس سے جنات اپنی سرکشی میں اور بڑھ گئے۔ لہٰذا جس کسی نے -اپنے دعوے کے مطابق- جادو کھولنے کے لئے ان کی مدد لی یا کسی انسان پر سوار جن کی شخصیت کے متعلق اس سے معلومات حاصل کی کہ وہ مذکر یا ہے مونث؟ مسلم ہے کافر؟ اور اس مدد طلب کرنے والے نے اس کی تصدیق پھر وہاں موجود لوگوں نے بھی اس کی تصدیق کی تو نبی ﷺ کے حسب ذیل ارشاد کی وعید ان سب کو لاحق ہوگی جس میں آپ فرماتے ہیں: ''من أتى عرافا أوكاهنا فصدقه بما يقول، فقد كفر بما أنزل على محمد'' جو کسی کاہن یا عراف (غیب کی باتیں بتانے والے) کے پاس جائے اور اس کی باتوں کی تصدیق کرے تو اس نے محمد ﷺ پر نازل باتوں کے ساتھ کفر کیا'' اور ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ: ''لم تقبل له صلاة أربعين ليلة'' اس کی کوئی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی (اسے مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے، اور اس کی تخریج غایت المرام میں (۲۸۴) نمبر کے تحت کی گئی ہے اور جو حدیث اس سے پہلے ہے وہ بھی صحیح ہے، دیکھئے: الارواء:۲۰۰۶)۔ لہٰذا اس پر دھیان دینا چاہئے، کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ بہت سے لوگ جو اس پیشے میں مبتلا ہیں وہ اس حقیقت سے غافل لوگوں میں شامل ہیں اسی لئے۔ اگر یہ اپنے اس پیشے میں لگے ہی رہنا چاہتے ہیں۔ تو میں انہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ان جنوں کو مخاطب کرنے میں اللہ کے نبی ﷺ کے اس قول: ''أخرج عدوالله'' اللہ کے دشمن نکل جا سے آگے نہ بڑھیں، اور میں انہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد دلاتا ہوں کہ (فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ)(النور:۶۳) سنو جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آپڑے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔

والله المستعان ولا حول ولا قوة إلا بالله۔ (السلسة الصحيحة للألبانى ۶/۱۰۰۹-۱۰۱۰ طبع مكتبة المعارف بالرياض)

جنوں سے کئے جانے والے ان مکالموں سے بہت سے مفاسد پیدا ہوئے جن میں کچھ حسب ذیل ہیں:

۱۔ لوگوں کے درمیان فتنے پیدا ہوگئے، جھگڑے کھڑے ہوئے، جب وہ کہتے ہیں کہ فلاں نے ہی جادو کیا ہے، اور یہ سب کام لوگوں کے سامنے ہی ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر دشمنی اور نفرت کی بنیاد پڑ جاتی ہے، نہ جانے اس کی وجہ سے کتنے رشتے ٹوٹ گئے، کتنے گھر اجڑ گئے، اور کتنے گھرانوں کی بنیادیں ڈھے گئیں، اور ان سب کی فریاد اللہ ہی سے ہے۔

۲۔ چونکہ اس کی وجہ سے قرآن کریم کی تلاوت اور اذکار نبویہ کی پابندی بھی لوگ چھوڑ بیٹھتے ہیں اس لئے جن کو لمبی مدت تک اس شخص کے جسم پر مسلط رہنے کا موقع ملتا ہے جسے اس نے

اپنی گرفت میں لے رکھا ہوتا ہے۔

دوم: علاج میں جنوں سے مدد لینا:

شیخ صالح بن عبدالعزیز آل شیخ حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

''جنوں سے استعانت خواہ وہ مسلم ہوں یا غیر مسلم ہوں شرک کے وسائل میں سے ایک وسیلہ ہے۔ اور استعانت کا معنی: مدد طلب کرنا ہے، اسی لئے اہل علم کے یہاں یہ بات طے شدہ ہے کہ مسلم جنوں سے مدد مانگنا ناجائز ہے کیونکہ صحابہ -رضوان اللہ علیہم- نے ان سے مدد نہیں مانگی جبکہ وہ اس بات کے زیادہ مستحق تھے کہ جنات ان کی خدمت اور مدد کرتے۔

جنوں سے استعانت کی اصل: جب کوئی انسان کسی جن سے مدد لیتا ہے تو وہ اس کے ورغلانے اور اس کے مقام کو بلند کرنے کا اور اس سے فائدہ اٹھانے کا ایک سبب بن جاتا ہے، اللہ جل وعلا فرماتا ہے: (وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ۚ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُم مِّنَ الْإِنسِ ۖ وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُم مِّنَ الْإِنسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَّلْتَ لَنَا) (الانعام:۱۲۸)

اور جس روز اللہ تمام مخلوق کو جمع کرے گا، (کہے گا) اے جنوں کی جماعت! تم نے انسانوں میں سے بہت سے اپنا لئے، جو انسان ان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! (دنیا) میں ہم نے ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا اور ہم اپنی اس معین میعاد تک آپہنچے جو تو نے ہمارے لئے معین فرمائی۔

اس طرح فائدہ اٹھانے کا عمل سامنے آتا ہے کہ مفسرین کے مطابق انسان جنوں سے فائدہ اس طرح اٹھاتے ہیں کہ وہ ان کا تقرب حاصل کرتے ہیں، ان کے سامنے جھک جاتے ہیں اور انکساری کا اظہار کرتے ہیں اور وہ ان کی ضرورتیں پوری کر دیتے ہیں اور اس فائدہ اٹھانے کے عمل میں انسان جنوں کے لئے جانور بھی ذبح کرتا ہے، اور مختلف قسم کی عبادتوں کے ذریعہ ان کا تقرب حاصل کرتا ہے یا -العیاذ باللہ- اللہ جل وعلا کے ساتھ کفر ہی کر بیٹھتا ہے، وہ یوں کہ قرآن شریف کی توہین کرتا ہے، یا خود اسی کی توہین کرتا ہے یا اسی طرح کے دوسرے کام کرتا ہے، اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ کسی بھی طرح استعانت جائز نہیں ہے، اس کی سب کی سب قسمیں ناجائز ہیں، مثلاً: جنوں کے کفار شیطانوں سے مدد طلب کرنا، اور کچھ ایسی ہیں جو شرک کا وسیلہ ہیں، جیسے مسلم جنوں سے مدد مانگنا۔

شیخ الاسلام جیسے بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ جن کچھ انسانوں کی خدمت کرتے ہیں۔ مگر یہ مقام محل نظر اور تفصیل طلب ہے۔ اس لئے آنجناب -رحمہ اللہ- نے کتاب النبوات کے آخر میں بیان فرمایا ہے کہ: اولیاء اللہ جنوں سے خدمت نہیں لیتے ہیں وہ بس ان کے ساتھ وہی معاملہ کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ کیا تھا کہ وہ ان میں امر ونہی کا کام کرتے ہیں، یعنی: شرعی اوامر ونواہی کا، مگر رہی ان سے خدمت لینے اور مدد طلب کرنے کی بات تو یہ اولیاء اللہ کے طور طریقوں اور ان کاموں میں سے نہیں ہے، فرماتے ہیں: حالانکہ ایسا ہوتا ہے کہ جنات کبھی کبھی انسانوں کو فائدہ پہنچا دیتے ہیں، ان کی کچھ خدمت کر گزرتے ہیں اور اسی طرح کی باتیں ہو جایا کرتی ہیں، امر واقعہ کے اعتبار سے یہ صحیح ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اس مقام میں تفصیل ہے: اگر خدمت لینے کا طریقہ یہ ہو کہ مسلم جنات سے انسان مدد مانگتا ہو تو یہ شرک کا وسیلہ ہے، اور کسی بھی ایسے شخص کے پاس علاج کرانا جائز نہیں ہے جس کے بارے میں یہ معروف ہو کہ وہ مسلم جنوں سے مدد لیتا ہے۔ اور اگر ایسا ہوتا ہو کہ جن بلا طلب کسی کی خدمت کر دیتے ہوں تو ایسا ہو سکتا ہے، مگر یہ اولیاء اللہ کے اخلاق میں سے نہیں رہا ہے -نہ اس کا تعلق ان چیزوں سے ہے جنھیں اللہ -جل وعلا- نے

اپنے خاص بندوں کے لئے مسخر کر دیا ہے۔لہٰذا جس کی یہ حالت ہو وہ کسی ایسے خلل سے محفوظ نہیں ہے جس کی وجہ سے جن اس کی زیادہ خدمت کرتے ہوں اور اسے مختلف امور کی خبریں دیتے ہوں، اسی طرح کی اور کوئی خدمت کرتے ہوں۔

حاصل گفتگو یہ ہے کہ اگر یہ خدمت (راقی) کی طلب پر ہو تو یہ ناجائز ہے، محرمات کی قسموں میں سے ایک قسم ہے؛ کیونکہ وہ ایک طرح کا استمتاع (فائدہ حاصل کرنا) ہے، اور اگر وہ بلا طلب ہو تو بھی شیطانوں سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے، اور سرکش جنوں کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے؛ کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوسکتا ہے کہ (راقی) ان کی خبریں قبول کرنے لگے، ان پر اعتماد کرنے لگے، ان سے اسے انسیت ہوجائے، اور اس طرح خدمت لیتے لیتے وہ ان سے توسل کرنے لگے اور اس کی توجہ -العیاذ باللہ- انہیں کی طرف پھر جائے، جب یہ بات واضح ہوگئی تو یہ بھی ذہن نشین رہے کہ اہل علم کے نزدیک جنوں کی خبر ضعیف ہوتی ہے، اہل حدیث کے نزدیک اسے حجت بنانا جائز نہیں ہے، اور فقہاء نے بھی اسے بیان کیا ہے۔ اور یہ بات صحیح بھی ہے؛ کیونکہ خبر کو تسلیم کرنا اور قبول کرنا خبر دینے والے کی تعدیل (اسے عادل ماننے) کی ایک فرع ہے، جبکہ جنات غائب ہوتا ہے، اس کی عدالت غیر معروف ہے، اور سامع کو اس کا علم نہیں ہوتا ہے، لہٰذا اگر یہ اس آدمی کی خبر قبول کر لیتا جو جنوں کے واسطے سے بیان کرتا جبکہ اس نے انہیں دیکھا ہی نہیں ہوتا، اور ان کی عدالت کی تحقیق کا اس کے پاس کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے، بس ان سے سنی ہوئی باتیں ہی اس کے سامنے ہوتی ہیں، -اور یہ کافی بھی نہیں ہے- تو اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ اس نے کسی ایسے شخص کی خبر سن لی ہو جس کے فاسق ہونے کا احتمال ہے؛ اسی لئے اللہ -جل وعلا- نے فرمایا: (يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِن جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوٓاْ أَن تُصِيبُواْ قَوْمًۢا بِجَهَٰلَةٍ فَتُصْبِحُواْ عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَٰدِمِينَ) (الحجرات:٦) اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو، پھر اپنے کئے پر پشیمانی اٹھاؤ۔ اور جو لوگ جنات کی خبریں قبول کر لیتے ہیں اور وہ جن واقعات کے متعلق بتاتے ہیں انہیں مان لیتے ہیں تو اس سے بھانت بھانت کے اور بہت سارے مفاسد (بگاڑ) پیدا ہوتے ...لہٰذا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر نکیر کی کوشش کرنا اور جنوں سے خدمت لینے والوں پر حجت قائم کرنے کے لئے جو صرف اس بات کا سہارا لیکر بیٹھ جاتے ہیں کہ بعض علماء نے اسے جائز قرار دیا ہے جدو جہد کرنا واجب ہے، حقیقت حال یہ ہے کہ یہ کام اللہ -جل وعلا- کے ساتھ شرک کے وسائل میں سے ایک وسیلہ ہے، ابن بشر کی ''تاریخ نجد'' نامی کتاب کا ابتدائی حصہ پڑھ لیجئے جہاں انھوں نے فرمایا کہ: نجد میں شرک کے داخل ہونے کا سبب یہ ہے کہ جب کھیتوں کی کٹائی کا وقت آجاتا یا کھجوروں کے توڑنے کا موسم آتا تو وہاں کے دیہاتوں میں کچھ بدوی لوگ چلے آتے تھے اور ان بستیوں کے ایک گوشے میں ڈیرا ڈال دیتے تھے، ان کے پاس کچھ دوائیں اور جڑی بوٹیاں بھی ہوا کرتی تھیں، جب وہ اس طرح جم جاتے تو ان بستیوں کے کچھ جاہل لوگ ان سے (اپنی مشکلات کے متعلق) سوال کر لیتے تھے، ان سے سوال کرنے کے نتیجے میں صورت حال یہ ہوگئی کہ انھوں نے دیہاتیوں کے دلوں میں ان حرام کاموں کی محبت ڈال دی، کچھ شرکیہ کاموں یا کچھ بدعتوں کا انہیں خوگر بنا دیا یہاں تک یہ چیزیں ان کے درمیان پھیل گئیں، ان خود ساختہ جاہل معالجوں، اور شعبدہ باز وحیلہ ساز قاریوں (جھاڑ پھونک کرنے والوں) کی وجہ سے -قدیم زمانے میں- شرک نجد اور اس کے اردگرد کی بستیوں میں پھیلا تھا جیسا کہ ابن غنام نے بیان فرمایا ہے۔ یہ بھی ہوا کہ

ان میں سے ایک شخص جو جنوں سے خدمت لیا کرتا تھا، پبلک اس کے پاس زیادہ آنے لگی، جب اس نے یہ دیکھا تو نفع بخش علاج کرنے لگا، پھر جنوں کا تسلط اس پر بڑھ گیا، یہاں تک کہ اس کی تاثیر کمزور پڑ گئی، پھر جب اس کی تاثیر کمزور ہو گئی، اور اپنے پاس قراءت (رقیہ پڑھانے) یا علاج کے لئے آنے والے بعض حالات میں وہ کچھ بھی نہیں کر سکا، تو جنوں سے اس کی وابستگی اور بڑھ گئی، اس کے دل میں یقین کی جو قوت تھی وہ مسلسل پست ہونے لگی، اس کے دل میں جنوں پر عدم اعتماد کا جو جذبہ تھا وہ گھٹنے لگا، یہاں تک کہ دھیرے دھیرے اس کا اعتماد انہیں پر ہو گیا، پھر -العیاذ باللہ- انھوں نے اسے سنت سے منحرف کر کے ہی چھوڑا، اس کے دل میں توحید الٰہی اور اس کی تعظیم کا جو لازمی عقیدہ تھا اور یہ اعتقاد تھا کہ شرکیہ اغراض کے لئے جنوں کا استعمال نہیں کرنا چاہئے انھوں نے اسے اس عقیدے سے پھیر دیا اور اسے اس حد تک لے گئے کہ وہ شرکیہ اغراض کے لئے بھی اور متفقہ طور پر ناجائز اسباب کے لئے بھی ان کا استعمال کرنے لگا، (التمهيد لشرح كتاب التوحيد ص(۶۱۵-۶۱۹) للشيخ صالح بن عبدالعزيز آل شيخ ط دارالتوحيد، طبع اول)

سوم: جنوں کی رضامندی کی جستجو اور ان کے لئے جانور ذبح کرنا:

اس طریقے میں معالج آسیب زدہ پر سوار جن کو راضی کرنے کے جتن کرتا ہے، اور اس کی تمام مانگیں پوری کرتا ہے، لہٰذا کبھی وہ اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ اس کے لئے کوئی حیوان ذبح کیا جائے، یا سونا پہنا جائے، یا سگریٹ پی جائے یا ان کے سوا دیگر حرام کاموں کا ارتکاب کیا جائے، اور اس طریقے کی حرمت -اللہ اعلم- متعدد امور کی وجہ سے ہے:

۱- جنوں کے لئے جانور ذبح کرنا شرک باللہ ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''لعن الله من ذبح لغير الله'' جو شخص غیر اللہ کے لئے (جانور) ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ (مسلم (۱۹۷۸) بواسطہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ)۔ اور شرک وکفر کے ذریعہ علاج کرانے کی حرمت میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے، ایسی چیزوں سے علاج متفقہ طور پر ناجائز ہے۔

۲- خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے کہ آدمی جن کی اطاعت کرے اور -اگر مرد ہو تو- سونا پہنے یا سگریٹ پیئے، یہ تمام چیزیں شرعی طور پر حرام ہیں۔

۳- مانگیں پوری کرنے پر جن کی سرکشی، کفر، اکڑفوں اور تمرد بڑھ جاتا ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا) (الجن:۶)

چہارم: تجربے پر اعتماد کرنا:

جنوں کی وجہ سے دماغی دوروں (آسیب زدگی) کا علاج کرنے والوں نے دروازہ کشادہ کر دیا ہے، ہر شخص الگ الگ طریقہ استعمال کر رہا ہے، ہر ایک کا دعویٰ یہی ہوتا ہے کہ یہ مجرب ہے اور نفع بخش بھی ہے، اسی لئے ہم ان مجرب وسائل کے متعلق بہت کچھ سنا کرتے ہیں، وہ کچھ اس طرح ہیں:

۱- پانی پر پڑھنا اور اس سے وضوء کرنا اور اس سے غسل کرنا، اور اس سلسلے میں توسع اختیار کرنا۔

۲- معینہ جگہوں پر تیل کی مالش کرنا۔

۳- دھونی دینے والی اشیاء اور پتھر کے نگوں کا استعمال اور انہیں لٹکانا۔

۴- جنات کو خوفزدہ کرنا، اذیت پہنچانا، قید کرنا، جلا دینا، اور انہیں قتل کر دینا!! لہٰذا کبھی تو یہ لوگ ضرب لگانے (مارنے) کا اور گلا گھونٹنے کا طریقہ اپناتے ہیں، کبھی آسیب زدہ کے بدن کے خاص حصوں کو جلاتے ہیں، جگہ پر اندھیرا کر دیتے ہیں... ان

میں سے بعض لوگ -اپنے خیال کے مطابق- جنات کو ڈرانے کے لئے مریض کو بھیڑیے جیسے جانوروں کے پاس لے جاتے ہیں، ان کے علاوہ دیگر بہت سی ترکیبیں آزماتے ہیں۔

۵- وقت بچانے کے لئے ایک ہی وقت میں لوگوں کی ایک جماعت پر رقیہ پڑھ دینا، اور یہ کام لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مسجدوں میں انجام دیا جاتا ہے، ان میں خصوصی طور پر کچھ محدد آیتوں پر اس دعوے کے ساتھ زور دیا جاتا ہے کہ یہ رقیہ کی آیات ہیں۔

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہر نفع بخش تجربہ اس (میں آزمائے ہوئے) وسیلے کی مشروعیت کی دلیل نہیں ہوتا ہے، ورنہ ہمارے سامنے دجل وفریب، اور بدعت وخرافات کا ایک وسیع دروازہ کھل جائے گا، بلکہ کبھی اس میں شرک بھی آسکتا ہے۔

جو لوگ انبیاء اور اولیائے صالحین کو وسیلہ بناتے ہیں، ان کی قبروں کے پاس آہ وزاری کرتے ہیں، ان سے قضائے حاجات کا سوال کرتے ہیں، کہتے ہیں ہم نے بارہا اور یکے بعد دیگرے انہیں آزمایا ہے یہاں تک کہ کتابوں میں یہ بات درج ہوچکی ہے کہ ''معروف'' کی قبر تریاق مجرب ہے، یہ بات تاریخی طور پر درج ہے، اور عملی طور پر لوگوں کے نزدیک معروف ہے ①... میں کہتا ہوں: تجربے کی کامیابی اس کی مشروعیت پر دلالت کرنے کے لئے کافی نہیں ہے، اس کے لئے کسی ایسی دلیل کا پایا جانا ضروری ہے جو اس کی شرعیت کی تائید کرتی ہو، ورنہ نہیں۔

① (مثلاً شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ (الكلمات النافعة) میں اس حیوان کے متعلق جسے پیشاب پاخانہ رک جانے کی شکایت ہوجاتی ہے اور جب اسے قبروں پر لے جایا جاتا ہے تو وہ ٹھیک ہوجاتا ہے لکھتے ہیں کہ یہ صاحب قبر کے نیک ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا ہے، اس حالت کی تفسیر اہل علم نے یہ بیان کی ہے کہ انہیں قبر میں عذاب ہورہا ہوتا ہے، اور جب حیوان ان کی چیخیں سنتا ہے اور قبر کے قریب پہنچتا ہے تو گھبرا اٹھتا ہے جس کی وجہ سے اس کی انتڑی اور کلیجہ ہلنے لگتا ہے اور اس کے اندر جو کچھ ہوتا ہے باہر آجاتا ہے، اس طرح وہ اچھا ہوجاتا ہے، لہٰذا یہ صاحب قبر کی نیکی کی دلیل نہیں ہے، بلکہ دلیل کفر وشرک وفساد ہے۔مجلة التوحيد ص:۱۹))

ایک سائل نے کہا: توسل تو خالص عبادت ہے اس لئے محتاج دلیل ہے، مگر علاج میں تو اصل مشروعیت اور جواز ہے، اس میں اصل عدم تقیید ہے (یعنی کسی خاص طریقے کی پابندی لازم نہیں ہے)۔تو اس تفریق کے متعلق آپ کا کیا جواب ہے؟

علامہ البانی نے فرمایا: ''میرے خیال میں یہ کلام اس وقت صحیح ہوتا جب علاج کا تعلق ایسے امور سے ہوتا جو غیب سے متعلق نہیں ہیں، اس کا تعلق ان چیزوں سے نہیں ہوتا جن کی تعبیر ان دنوں ماورائے مادہ سے کی جاتی ہے، اور جنات اسی قبیل سے ہیں (یعنی ان کا تعلق غیبی چیزوں سے ہے)، اس لئے میں تو اسے (عام علاج کے مسائل میں سے) نہیں مانتا کہ تمہاری بات سے موافقت ظاہر کروں''۔(كيف يعالج المصروع للالباني)

شیخ صفوت نورالدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''بہت سے لوگ جو مارنے، گلا گھوٹنے یا داغنے کا کام کرتے ہیں، اور ان کاموں میں اسراف کا شکار ہوتے ہیں وہ شریعت میں وارد مقررہ حدوں سے باہر چلے جاتے ہیں، اور ایسی چیزوں سے استدلال کرتے ہیں جو دلیل بننے کے لائق نہیں ہیں، مثلاً امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ یا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول پیش کرتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ موثر مارنا یا گلا گھونٹنا نہیں ہوتا ہے بلکہ موثر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے دعا ہوتی ہے، تب یہ لوگ اعلیٰ سے ادنی کی طرف کیوں منتقل ہوتے ہیں، اور شریعت میں جس چیز کا نفع معلوم ہے وہ اس سے منتقل ہوکر ایسی چیز کی طرف جاتے ہیں جس سے نقصان واقع ہونے کا اندیشہ ہے، اس طرح مریض پر مار اور گلا گھوٹنے کا اثر ہوتا ہے، اور اگر (شفا میں) مار موثر ہوتی تو نبی ﷺ آسیب زدہ پر رقیہ کا حکم دینے کی بجائے کچھ لوگوں کو

اسے پیٹنے پر لگادیتے۔ (مجلة التوحيد ص ۲۰-۲۱ شمارہ (۸) سال (۲۴)

پنجم: رقیہ کے لئے فارغ ہورہنا:

''بہت سے معالجین رقیہ کے لئے فارغ ہوکر بیٹھ گئے ہیں اور اپنا سارا وقت مریضوں پر رقیہ پڑھنے میں صرف کرتے ہیں، انھوں نے اپنے گھروں کو کشادہ کرلیا ہے اور آنے والے ملاقاتیوں کے لئے مستعد بیٹھے ہیں، اور ان کو ایسے اپائنمنٹ دیتے ہیں جیسے مخصوص اسپتالوں میں وقت دیا جاتا ہے، اور اس عمل کو انھوں نے اپنا پیشہ بنالیا ہے، اور اس کا سبب ان کے پاس آنے والی بھاری مادی آمدنی ہے، اور ان کی وجہ سے متعدد مفاسد پیدا ہوتے ہیں جن میں سے کچھ حسب ذیل ہیں:

۱۔ لوگوں کی بہت زیادہ بھیڑ بھاڑ کی وجہ لوگ ایسا سمجھنے لگتے ہیں کہ بعینہ انہیں قاری صاحب کی کسی خصوصیت کی وجہ سے ایسا ہورہا ہے، ایسی حالت میں قاری کی اہمیت مقروء (یعنی کلام اللہ) کی اہمیت سے زیادہ بڑھ جاتی ہے، اور ہر وہ ذریعہ جو قرآن پر لوگوں کا اعتماد کمزور کردے اسے کھولنا نہیں بند کردینا چاہئے۔

۲۔ ہوسکتا ہے کہ خود قاری صاحب کے اندر یہ خیال پیدا ہوجائے کہ شیاطین ان سے ڈرتے ہیں، اور آسیب زدوں کے اندر سے نکل بھاگتے ہیں، اس طرح وہ خود کو اولیائے ابرار میں سے سمجھنے لگیں اور عجب وکبر اور اسی طرح کی دیگر خرابیوں کا شکار ہوجائیں۔

۳۔ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ جیسے بہت سے صحابہ اور اویس قرنی رحمہ اللہ جیسے بہت سے تابعین قبولیت دعا کے لئے شہرت رکھتے تھے، مگر اس کے باوجود یہ منقول نہیں ہے کہ لوگوں نے ان کے دروازوں پر بھیڑ لگائی ہو اور ان کے یہاں دعا کرانے کے لئے فوج درفوج آتے رہے ہوں، حالانکہ اپنے دین ودنیا کی بھلائی کے لوگ اس کے محتاج تھے۔

۴۔ رقیہ کے لئے خود کو فارغ کرلینے والے کی مثال خود کو دعا کے لئے فارغ کرلینے والوں جیسی ہے کیونکہ رقیہ اور دعا کا تعلق ایک ہی جنس سے ہے، تو کیا کسی طالب علم کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ لوگوں سے کہیں کہ لوگو! میرے پاس آؤ اور مجھ سے دعا کراؤ!! جبکہ اس کی وجہ سے یہ بھی ہوتا ہے مریض خود اپنا رقیہ کرنے اور اللہ تعالیٰ سے شفا طلب کرنے کی سنت سے دستبردار ہوجاتا ہے۔ (دیکھئے: كتاب الرقى على ضوء الكتاب والسنة ص ۷۵-۸۹) کیونکہ انھوں نے بڑی تفصیل کے اس سلسلے میں بڑی مفید باتیں پیش کی ہیں۔طبع دارالوطن)

ششم: رقیہ کی اجرت اور فیس میں توسع:

پیشہ ور معالجین نے رقیہ میں اجرت کے حصول میں کافی توسع پیدا کرلیا ہے، جس کی وجہ سے بہت سی ناقابل قبول حالتیں سامنے آرہی ہیں:

۱۔ کبھی کبھی بڑی بھاری رقوم کا مطالبہ کرنا۔

۲۔ مریض کے گھر والے جب تک پیشگی فیس نہ ادا کردیں تب تک رقیہ اور علاج کے لئے آمادہ نہ ہونا۔

۳۔ بالقصد کئی کئی نشستیں منعقد کرنا اور انہیں طول دینا تاکہ ہر نشست کی الگ الگ اجرت حاصل کی جاسکے۔

۴۔ بعض لوگوں کا یہ دعویٰ کرنا کہ وہ اجرت نہیں لیتے ہیں، مگر اس کی جگہ وہ لوگ بھاری مال لے کر پڑھا ہوا پانی بیچتے ہیں جس میں کچھ جڑی بوٹیوں کی بھی آمیزش ہوتی ہے، یہ سب کاروبار اس صورت میں بھی جاری ہے کہ بیشتر حالات میں شفاء نہیں مل پاتی ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معالجین کی شبیہ بہت داغدار ہوجاتی ہے اور یہ تاثر ابھرتا ہے کہ وہ (مادہ پرست) یا (موقع پرست) ہیں۔ اس رائے کے حامل افراد سنت صحیحہ میں وارد کچھ احادیث مثلاً ابوسعید خدری، اور خارجہ بن صلت کے چچا کی حدیثوں یا دیگر ان حدیثوں سے استدلال کرتے ہیں جن سے

رقیہ کی اجرت لینے کا جواز مستفاد ہوتا ہے۔ مگر ان احادیث پر غور کرنے والے پر یہ حقیقت منکشف ہوجاتی ہے کہ صحابہ نے مکمل طور پر شفا حاصل ہونے کے بعد ہی اجرت لی تھی، چنانچہ حضرت ابوسعید خدری کی حدیث میں آیا ہے کہ: ''انھوں نے اس پر ام الکتاب پڑھی، یہاں تک کہ ایسا لگا جیسے اسے کسی بندھن سے آزاد کردیا گیا ہو، بیان کرتے ہیں: لہٰذا وہ مقررہ عوض جو انھوں نے طے کیا تھا ان کو دے دیا''①، اور ایک دوسری حدیث میں ہے: ''پھر میں نے فاتحۃ الکتاب سے رقیہ کیا اور وہ شفایاب ہوگیا، لہٰذا انھوں نے مجھے سو بکریاں دیں②۔

① (متفق علیہ، بخاری ۲۲۷۶، مسلم ۲۲۰۱، دیکھئے: اس حدیث کی شرح فتح الباری ۴/۵۲۹ طبع ریان میں)

② (حدیث صحیح ہے، اسے ابوداود نے (۳۸۹۶، ۳۹۰۱) روایت کیا ہے اور البانی نے صحیح ابی داود (۳۹۰۱) میں اس کی تصحیح کی ہے)

ہفتم: خواتین کا علاج:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ماتركت بعدي فتنة أضر على الرجال من النساء'' (متفق علیہ، بخاری ۵۰۹۶، مسلم ۲۷۴۰)

میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے بڑا کوئی فتنہ نہیں چھوڑا ہے، شیطان نے خواتین کے راستے بہت سے معالجین کو شرعی مخالفتوں کا شکار کیا، اس سلسلے میں اپنے خیال کے مطابق ان کی حجت یہ ہوتی ہے کہ وہ بھی تو اطباء کی طرح معالج ہیں، اور ان کے سامنے حسب ذیل ہیں:

۱۔ اپنے زعم کے مطابق اثنائے علاج جن کی نوعیت معلوم کرنے کے لئے عورتوں کو دیکھنا، یا وہ عمل جسے ان کی اصطلاح میں نظر سے حقیقت حال معلوم کرنا کہتے ہیں۔ (صاحب المنهج القرآني (ص ۵۱-۵۵)) کا دعوی ہے کہ نظر کے ذریعہ حقیقت حال کا پتہ چلانا اپنے باب میں انوکھی چیز ہے!! اور یہ چیز ان پر اللہ کی مہربانیوں کا حصہ ہے۔

۲۔ مریضہ کے جسم پر ہاتھ رکھنا اور کبھی کبھی اس کے جسم کے کسی حصے پر تیل کی مالش کرنا۔

۳۔ کسی محرم کی موجودگی کے بغیر مریضہ پر دم کرنا جس کی وجہ سے خلوت حرام کا ارتکاب ہوتا ہے۔

۴۔ شرمگاہوں کو کھولنا اور آبروؤں اور حرمتوں کو پامال کرنا۔

یہ سب ان کی جہالت کی وجہ سے ہوتا ہے کہ اضطرار مادی اسباب میں واقع ہوتا ہے، کیونکہ کبھی طبیب کو مریض کا آپریشن کرنا پڑتا ہے، اس کا کوئی عضو کاٹ دینے کی ضرورت پڑتی ہے، اس کی کھال چیرنی پڑتی ہے، یا اسے کوئی کڑوی دوا تجویز کرتا ہے، کبھی (بیماری کی وجہ سے) شرمگاہ کھولنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور ایسی جگہ کو چھونا پڑتا ہے جس کا چھونا اس کے لئے (عام حالات میں) حلال نہیں ہوتا ہے، یا اسے کسی ایسی عورت پر نگاہ ڈالنی پڑتی ہے جو اس کے لئے حلال نہیں ہوتی ہے، کیونکہ بیماری کی تشخیص کے لئے یا دوا تجویز کرنے کے لئے یا علاج کے لئے اس کے سوا کوئی اور چارہ نہیں ہوتا ہے، اس لئے وہ مجبور ہوتا ہے اور بڑے ضرر (نقصان) کو دفع کرنے کے لئے ادنی ضرر کا ارتکاب کرتا ہے، مگر جہاں تک شرعی اسباب کی بات ہے تو بس اس میں صرف اللہ سے دعا کی جاتی ہے، اللہ سبحانہ سے شفا طلب کی جاتی ہے، اور اس میں (چھونے وغیرہ کی) کوئی مجبوری نہیں ہوتی ہے، اس لئے -خواہ چھوٹی ہی سہی- اس کام میں معصیت جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس کام میں اطاعت الٰہی کا خاص اہتمام ہونا چاہیے تاکہ دعا اوپر جاسکے، اس لئے بلامحرم نہ خلوت جائز ہے نہ اس کی طرف دیکھنا جائز ہے، نہ اسے چھونا جائز ہے، نہ ان کے علاوہ اور کوئی شرعی مخالفت درست ہے۔ (دیکھئے: ۳۲۵-۳۳۷)

❖ ❖ ❖

Special Issue "AL-JAMAAH" Mumbai
March 2017

صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی اپنے مقصد وجود اور مشن کی تکمیل میں بحمد للہ بساط بھر سرگرم عمل ہے اور خالص اسلام (کتاب وسنت) کی نشر واشاعت، دعوت الی اللہ، اصلاح نفوس، اصلاح ذات البین اور تعلیم وتربیت سے متعلق سرگرمیوں میں اپنا کردار نبھانے کی بھرپور سعی کررہی ہے۔ ذیل میں اس کی سرگرمیوں کا ایک خاکہ پیش کیا جارہا ہے۔

- ماہانہ تربیتی اجتماعات کا انعقاد۔
- جلسے اور کانفرنسیں۔
- انفرادی ملاقاتیں اور دعوتی دورے۔
- ہینڈبل، اشتہارات اور کتابوں کی اشاعت۔
- ہر ماہ الجماعہ کی اشاعت۔
- مفت کتابوں کی تقسیم۔
- مکاتب کا ماہانہ تعاون۔
- ضرورت مند افراد کا تعاون۔
- مصائب وحادثات سے دوچار پریشان حال لوگوں کا تعاون۔
- نزاعات کے تصفیہ کے سلسلے میں تگ ودو۔
- دعاۃ کی تربیت کا اہتمام وغیرہ۔

دینی وجماعتی شعور رکھنے والے تمام غیرت مند افراد سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ مذکورہ مشن کی تکمیل میں جمعیت کا بھرپور تعاون فرمائیں۔ جزاهم اللہ خیراً

A1 Grafix Studio : +91-9819189965

Published by :
SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 70.
Phone : 022-26520077 / Fax : 022-26520066 • ahlehadeesmumbai@gmail.com
@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
www.ahlehadeesmumbai.org • aljamaahmonthly@gmail.com